ہفت روزہ
ترجمان اسلام
لاہور پاکستان
مجلس

بیادگار
مولانا مفتی محمود

24/28

پاک امریکہ تعلقات کی تجدید (اداریہ)

ہمیں دائیں بائیں سے بے نیاز ہو کر جماعتی بنیادوں پر کام کرنا چاہیئے

حضرت مولانا عبید اللہ انور

۷ رمضان تا ۱۳ رمضان ۱۴۰۱
۱۰ جولائی تا ۱۶ جولائی ۱۹۸۱ء
شمارہ ۲۸
قیمت ۱/۵۰ روپے

جذبۂ دل میں مرے عظمتِ سرکار تو ہے

آرزو گنبدِ خضرا کی ضیا بار تو ہے   زندگی جنّتِ طیبہ کی طلبگار تو ہے
دامنِ ہوش و خرد مطلعِ انوار تو ہے   دل مرا نورِ محمدؐ کا ضیا بار تو ہے
باعثِ فخر ہے عرفانِ عقیدت مندی   جذبۂ دل میں مرے عظمتِ سرکار تو ہے
غم نہیں راحتِ دُنیا جو میسّر نہ ہوئی   زندگی تیرے تصوّر سے سکوں بار تو ہے
میرا عقبیٰ ہے منوّر آپ کی تنویروں سے   میری دُنیا آپ کے پیغام سے گلزار تو ہے
میرا نغمہ مرا آہنگ مرا سازِ ادب   جذبۂ نعتِ محمدؐ کا سزاوار تو ہے
دید سے تیری منوّر نہیں آنکھیں لیکن   نور سے قلب مرا مخزنِ انوار تو ہے
فرضِ ملّت کی قسم حکمِ مشیّت کی قسم   نہ سہی کچھ بھی مرے ظرف میں ایثار تو ہے

میرے جذبات میں ہے نعتِ رسولِ عربیؐ
زیبؔ آہنگ نہیں ساز میں جھنکار تو ہے

زیبؔ بریلوی

ہفت روزہ
ترجمانِ اسلام
لاہور پاکستان
جلد ۲۴ شمارہ ۲۸
جمعۃ المبارک ۷ رمضان تا ۱۳ رمضان ۱۴۱۰ھ

سرپرست
حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی مدظلہ
نگرانِ اعلیٰ
حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ
مدیر
ابو عمار زاہد الراشدی
مدیرِ معاون
زاہد بلند شہری
چیف رپورٹر
راؤ منور احمد خاں

بدل اشتراک
سالانہ : ۶۵ روپے
ششماہی : ۳۳ روپے
سہ ماہی : ۱۷ روپے

رابطہ کے لیے
ہفت روزہ ترجمان اسلام رنگ محل لاہور
کے از مطبوعات نظام العلماء پاکستان

پاک امریکہ تعلقات کی تجدید

اس پہلو پر بھی غور فرما لیجیے۔

گذشتہ روز لاہور کے واپڈا آڈیٹوریم میں انجمن مدیران جرائد کے زیر اہتمام پاکستان اور امریکہ کے درمیان تعلقات کی تجدید کے منافع و مضرات پر بحث کے لئے ایک مجلس مذاکرہ کا اہتمام کیا گیا جس میں وزیر خارجہ جناب آغا شاہی بھی بطورِ مہمانِ خصوصی شریک ہوئے اور مختلف مکاتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے دانشوروں اور سیاسی راہنماؤں نے مذکورہ مسئلہ پر اظہارِ خیال کیا۔

مجلس مذاکرہ سے خطاب کرنے والے مقررین کے خیالات و افکار سے قارئین اخبارات کے ذریعہ کافی حد تک آگاہ ہو چکے ہوں گے اور ہم نے اس تقریب میں خود شریک ہو کر راہنماؤں کے ارشادات کو سنا۔

مقررین نے پاک امریکہ تعلقات کے مختلف پہلوؤں پر ماضی کے تجربات اور مستقبل کے خدشات کے حوالے سے کھل کر بات کی اور بہت سے ایسے سوالات زبانوں پر آئے جو پاکستانی عوام کے ذہنوں میں تجدیدِ تعلقات کی ان مساعی کے آغاز سے ہی نہ صرف موجود ہیں بلکہ روز بروز شدت اختیار کرتے جا رہے ہیں، مگر اس بات پر ہمیں مایوسی ہوئی کہ یہ سب گفتگو پاکستان اور امریکہ کے دوطرفہ تعلقات اور باہمی تجربات و خدشات تک محدود رہی اور عالمی سیاست میں رونما ہونے والی تبدیلیوں بالخصوص خلیج کے علاقہ میں روز افزوں شدت پذیر کشمکش کے پس منظر میں اس مسئلہ کا جائزہ لینے کی زحمت گوارا نہیں کی گئی حالانکہ اصل غور طلب مسئلہ یہی ہے کہ موجودہ بین الاقوامی صورتحال اور علاقائی کشمکش کو سامنے رکھتے ہوئے پاک امریکہ تعلقات کی تجدید کی نوعیت کیا ہے اور کیا ہم اس کے تقاضوں اور نتائج کے متحمل ہو سکتے ہیں؟

مسئلہ صرف پاکستان اور امریکہ کے تعلقات کی تجدید کا نہیں بلکہ عالمی سیاست کی نئی صف بندی میں پاکستان کے مقام و کردار کے تعین کا ہے اور اس اصولی اور

بنیادی پہلو کو نظرانداز کرتے ہوئے محض دو طرفہ تعلقات کے تجربات و خدشات پر گفتگو ہمارے نزدیک تضیع اوقات کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ دوسری عالمگیر جنگ کے بعد جب عالمی سیاست کی اجارہ داری امریکہ اور روس میں بٹ گئی اور دونوں تازہ دم عالمی طاقتوں نے دنیا کے نقشہ میں اپنے اپنے مفادات کے رنگ بھرنا شروع کئے تو دنیا دوسری عالمگیر جنگ کے طرف بڑھنے لگی۔ دنیا دو بلاکوں میں منقسم ہو گئی اور دونوں طاقتوں نے اپنے اپنے مفادات پر نظریات کے خول چڑھا لیئے۔ ایک نے سرمایہ دارانہ جمہوریت کے نام سے انسانی آزادی کے تحفظ کا پرچم بلند کیا اور دوسری نے اشتراکی جمہوریت کے عنوان سے معاشی حقوق کی یکسانیت کا علم لہرا دیا۔

لیکن ہوا یہ کہ اقوام عالم کو عالمی سیاست پر صرف دو طاقتوں کی اجارہ داری نہ بھائی اور بہت جلد غیر جانبدار بلاک کے نام سے ایک تیسری قوت نے سر اٹھانا شروع کیا اور رفتہ رفتہ یہ احساس بڑھنے لگا کہ آزادی پسند اقوام کو دونوں عالمی قوتوں کے حصار سے آزاد رہنا چاہیئے۔

اگرچہ الجزیرہ کی افریشیائی سربراہ کانفرنس کو سبوتاژ کرنے اور تیسری دنیا کی جمال عبدالناصرؒ، سوکارنو، بن بیلا اور ان جیسی دیگر قدآور شخصیات پر مشتمل لیڈر شپ کو راہ سے ہٹانے کے بعد دونوں عالمی طاقتیں غیر جانبدار بلاک کے بارے میں کافی حد تک مطمئن نظر آتی ہیں لیکن غیر جانبدار ممالک میں احساس کی چنگاری ابھی تک موجود ہے اور اس چنگاری کے کسی لمحہ شعلہ بن جانے کا خوف بڑی طاقتوں کے ذہنوں سے محو نہیں ہو سکا۔

اس کے ساتھ ہی عالم اسلام کی وہ قوت بھی شیرازہ بندی کی منزل کی طرف دھیرے دھیرے بڑھنے لگی جسے یورپ کے مردِ بیمار خلافت عثمانیہ کا تیا پانچہ کرنے کے بعد بڑی طاقتیں عالمی سیاست کا ایک عضو معطل سمجھے لگی تھیں لیکن اس عضو معطل میں حرکت پیدا ہوئی اور آج وہ عضو معطل عالمی سیاست کی صف اوّل میں متحرک کردار ادا کر رہا ہے۔

دونوں عالمی قوتیں اس قوت سے خوفزدہ ہیں اور ملتِ اسلامیہ میں اتحاد و یکجہتی کا روز افزوں احساس عالمی سیاست کے دونوں اجارہ داروں کے لئے پریشانی کا باعث بنا ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مفادات کے تضاد اور حکمت عملی کے اختلاف کے باوجود عالم اسلام کے بارے میں دونوں طاقتوں کی پالیسی یکساں ہے۔ افغانستان میں روس کا کردار اور مشرقِ وسطیٰ میں امریکہ کی روش اس امر پر شاہد ہے کہ عالم اسلام کے استحکام، قوت اور اتحاد سے دونوں طاقتوں میں سے کسی کو دلچسپی نہیں حکمت عملی کا اختلاف الگ بات ہے۔ ایک نے ملتِ اسلامیہ میں انتشار و افتراق کو ہوا دیتے رہنے کی راہ اختیار کر لی ہے اور دوسری طاقت نے عالم اسلام کی شیرازہ بندی کی طرف بڑھتی ہوئی قوت کا وزن اپنے پلڑے میں ڈالنے کی مساعی شروع کر رکھی ہیں۔ لیکن یہ بات بہرحال طے ہے کہ ملتِ اسلامیہ کا اتحاد و استحکام دونوں میں سے کسی کو گوارا نہیں۔ اس کے علاوہ بین الاقوامی سیاست کے نقشہ میں ایک تبدیلی یہ بھی آئی کہ دونوں طاقتوں نے اپنی اپنی اجارہ داریوں کے گرد نظریات کے جو حصار قائم کیے تھے ان میں رفتہ رفتہ شگاف پڑنے لگے۔ اشتراکیت کو "ریورس گیئر" لگا اور وہ انفرادی ملکیت کی نفی کرتے کرتے بالآخر ترمیم پسندی کی راہ اختیار کرنے پر مجبور ہو گئی اور سرمایہ دارانہ جمہوریت کو جمہوری معاشروں میں اشتراکیت کی راہ روکنے کے لئے اپنے معاشی نظام میں سوشلزم کی آمیزش کرنی پڑی۔ اس کے باوجود بات نہ بنی اور آج پولینڈ میں سالیڈیریٹی کی تحریک اور فرانس کے انتخابات میں سوشلسٹ کیمونسٹ اتحاد کی کامیابی چیخ چیخ کر دنیا کو اس حقیقت کی طرف متوجہ کر رہی ہے کہ دوسری عالمگیر جنگ کے بعد دو بڑی طاقتوں نے اپنی اپنی اجارہ داریوں کے استحکام کے لئے نظریات کیلئے جو حصار قائم کئے تھے وہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکے ہیں اور اب ان میں اقدام تو کجا مدافعت کی سکت بھی باقی نہیں رہی

باقی 25 پر

انتخاب لاجواب

خطیبِ اسلام مولانا محمد اجمل خان

ایک صحابیٔ رسولؐ کی تمنائے شہادت

۱

ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ایمان لایا اور آپ (علیہ الف الف سلام) کی اتباع و پیروی قبول کی اور کہا کہ میں بھی آپؐ کے ساتھ ہجرت کروں گا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اس کو بعض صحابہ کرامؓ کے حوالے کیا اور فرمایا کہ اس کا خیال رکھیں۔ غزوہ خیبر کے موقع پر کچھ مال غنیمت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تقسیم فرمایا۔ یہ اعرابی اس وقت چراگاہ میں گیا ہوا تھا۔ جب وہ واپس آیا تو اس کو حصہ رسدی دیا گیا۔ اس نے کہا کہ یہ کیا ہے؟ لوگوں نے اس کو بتایا کہ یہ تمہارا حصہ ہے، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں دیا ہے۔ وہ اسے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! یہ کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ تمہارا حصہ ہے"۔ اس نے کہا کہ میں اس کی خاطر آپ کے ساتھ نہیں ہوا تھا۔ میں نے تو اس لئے آپ کی اتباع کی تھی کہ مجھے اس جگہ۔ اپنے حلق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس نے کہا — دشمن کا کوئی تیر لگے، میری موت ہو جائے اور میں جنت میں پہنچ جاؤں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تمہاری نیت صحیح ہے تو اللہ تعالےٰ ایسا ہی کرے گا۔

خیبر کے موقع پر جب دشمن سے جنگ ہوئی اور شہداءؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے گئے تو ان میں یہ خوش نصیب بھی تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کیا یہ وہی شخص ہے؟

صحابہ کرامؓ نے جواب دیا کہ جی ہاں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ اس نے سچائی کا معاملہ کیا تو اللہ تعالےٰ نے بھی اس کی خواہش کو سچ کر دکھایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جبۂ مبارک میں اس کو کفن دیا، پھر اس کی نمازِ جنازہ پڑھی اور اس کے لئے یہ دعا فرمائی کہ:

"اے اللہ! تیرا یہ بندہ تیرے راستے میں ہجرت کے لئے نکلا تھا۔ یہ تیری راہ میں شہید ہوا ہے اور میں اس کا گواہ ہوں۔"

زاد المعاد ج ۱ ص ۲۹۴

حجاج اور سعید بن جبیرؒ

علامہ قسطلانیؒ نے ایک لطیفہ نقل کیا ہے کہ حجاج بن یوسف حسن۔ کے متعلق حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ اس امت کی ہر چیز کو خدا نے دوسری پر فوقیت دی ہے۔ اگر قیامت میں دوسری امتوں کے ظلم اکٹھے ہوئے تو ہمارا ظالم (حجاج بن یوسف) سب سے بڑھ جائے گا کیونکہ ترمذی میں ذکر ہے کہ ایک لاکھ بیس ہزار صحابہؓ تابعین اور تبع تابعین کو اس نے اپنے سامنے قتل کرایا ہے۔ اس ظالم نے ایک مرتبہ حضرت سعید بن جبیرؒ کو جو اجل تابعین میں سے ہیں اور بہت بڑے علامہ ہیں، گرفتار کر کے بلایا۔ پھر ان سے ایک سوال کیا کیف انا؟ یعنی میں کیسا ہوں؟ انہوں نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ (انت عادلٌ قاسطٌ) اس جواب کو سن کر حاضرین یہ سمجھے کہ حضرت سعیدؒ ڈر گئے اسی وجہ سے تعریفی کلمات زبان پر لائے۔ حجاج خود بڑا ماہر اور زبان دان تھا لوگوں سے کہنے لگا کہ تم جانتے ہو کہ اس نے مجھے کیا کہا ہے۔ لوگوں نے کہا کہ نہیں۔ خود ہی بتایا کہ اس نے مجھے کافر اور ظالم کہا ہے۔ لوگوں نے کہا کیسے؟ کہنے لگا کہ انہوں نے مجھے قاسط کہا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (وَاَمَّا الْقَاسِطُوْنَ فَكَانُوْا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا) ظالم جہنم کا ایندھن ہیں۔ تو یہاں قاسط ظالم کے معنی میں ہی اور انہوں نے مجھے عادل کہا ہے اور عادل کافر کے معنی میں لیا ہے قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

ماخوذ از "مقصدِ قرآن" — شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی نور اللہ مرقدہ

انسانی معاشرہ کی اصلاح کے لئے قرآنِ کریم کا دس نکاتی پروگرام

پہلی اصلاح

تعلق باللہ کی درستی۔ یہ پہلے عرض کر چکا ہوں کہ مقصد حیاتِ انسانی تعلق باللہ ہے؛ چنانچہ اس کے متعلق دفعات ذیل ملاحظہ ہوں:۔

(ا) اے انسان خدا تعالیٰ کے سوا تیرا کوئی حاجت روا نہیں ہے۔

(ب) تیری تکالیف کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی دور نہیں کر سکتا۔

(ج) سوائے خدا کے تیرا کوئی معبود نہیں ہے۔

(د) سوائے خدا کے تیرا کوئی مسجود نہیں ہے۔

دوسری اصلاح

۔۔۔ نے مسلمانوں کو یہ تعلیم دی ہے کہ دنیا کی زندگی کھیل اور تماشا ہے ۔۔۔ در اصل زندگی آخرت کی ہے۔

قولہ تعالیٰ: وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ وَّاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ

(عنکبوت رکوع ۷)

ترجمہ: اور یہ دنیا کی زندگی بجز کھیل اور تماشے کے اور کچھ نہیں ہے ۔۔۔ اصل زندگی آخرت کی ۔۔۔ جانتے ہیں۔

اس چیز کا علم ہوتا تو ایسا نہ کرتے۔

تیسری اصلاح

مسلمان کو دنیا کے ہر کام میں رضائے الٰہی کا طالب ہونا چاہیے تاکہ اس کا ہر عمل اس پاک نیت سے صالح کہلائے اور نجاتِ آخرت کا ذریعہ بن جائے۔

ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۔ اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْۢ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ۔

ترجمہ: پھر پورا دیا جائے گا ہر نفس کو جو کچھ اس نے کمایا ہے اور ان پر بالکل ظلم نہ ہو گا۔ کیا جس شخص نے اللہ کی رضا کی پیروی کی اس شخص کی مثل ہو سکتا ہے جو اللہ کے غضب سے لوٹا، اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ برا ٹھکانا ہے۔

چوتھی اصلاح

قرآن نے مسلمان کو یہ تعلیم دی ہے کہ جان اور مال تیرا نہیں ہے۔ تجھے ان کے عوض میں خدا تعالیٰ سے جنت ۔۔۔

۔۔۔ تعالیٰ: اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى ۔۔۔ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۔ الآیۃ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور مال جنت کے بدلے میں خرید لئے ہیں۔

اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ مسلمان کی کوئی نقل و حرکت اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر نہیں ہو گی۔ اس کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اس کی کمائی کی ایک ایک کوڑی بامر الٰہی صرف ہو گی مثلاً ایک سچا مسلمان تضیع مال، تضیع اوقات اور تضیع ایمان کے ڈر سے سینما اور تھیٹر جیسے مراکزِ فسق و فجور میں قدم نہیں رکھے گا۔ جب اس کا گزر ایسی بیہودہ جگہوں سے ہو گا تو شریفانہ گزر جائے گا۔

قولہ تعالیٰ: وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا۔

ترجمہ: اور وہ لوگ جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب کسی بیہودہ کام کے پاس سے گزرتے ہیں تو شریفانہ طور پر گزر جاتے ہیں۔

پانچویں اصلاح

قرآن نے مسلمان کو یہ پیغام دیا ہے تیری پیدائش کی غرض و غایت جلبِ زر، حصولِ جاہ، تعمیرِ مکانات عالیہ، فتوحاتِ ملکیہ نہیں ہیں۔ تو خدا کا بندہ

ہے۔ بندگی کا حق ادا کرنے کے لئے آیا ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ

ترجمہ: میں نے جنوں اور انسانوں کو سوائے اس کے اور کسی مقصد کے لئے پیدا نہیں کیا کہ وہ میری عبادت کریں۔ میں ان سے رزق نہیں چاہتا اور میں نہیں چاہتا کہ وہ مجھے کھلائیں۔

اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ ایک سچا مسلمان اسباب تعیش کو کبھی اپنی زندگی کا نصب العین نہیں بنائے گا۔

چھٹی اصلاح

قرآن نے مسلمان کو یہ تعلیم دی ہے کہ ایک سچے مسلمان کو دنیا کا کوئی کاروبار یادِ الٰہی کے فرائض سے غافل نہیں کر سکتا اور نہ شہنشاہی دربار (مساجد) کی پنج وقتہ حاضری میں مانع ہو سکتا ہے۔

قولہ تعالیٰ: فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ

(نور رکوع ۵)

ترجمہ: وہ ایسے گھروں میں (جا کر عبادت کرتے ہیں) جن کی نسبت اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ان کا ادب کیا جائے اور ان میں اللہ کا نام لیا جائے، ان (مسجدوں) میں ایسے لوگ صبح اور شام اللہ کی پاکی (نمازوں میں) بیان کرتے ہیں جن کو اللہ کی یاد سے اور (بالخصوص نماز پڑھنے سے اور زکوٰۃ دینے سے نہ خرید غفلت میں ڈالنے پاتی ہے اور نہ فروخت (اور) وہ ایسے دن کی دارو گیر سے ڈرتے ہیں جس میں بہت سے دل اور بہت سی آنکھیں الٹ جائیں گی۔

ساتویں اصلاح

قرآن حکیم نے اپنے متبعین کو اعلیٰ درجہ کا با اخلاق بننے کی ہدایت کی ہے۔ اگرچہ جزاؤ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا کے قاعدہ کی بنا پر ظالم سے انتقام لینے کی اجازت ہے لیکن اخلاق کا اعلیٰ معیار یہ ہے کہ برائی کی بجائے بھلائی کرے۔

قولہ تعالیٰ: اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ۝ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ

(حٰمٓ السجدہ رکوع ۵)

ترجمہ: بدی کو اس خصلت کے ساتھ دفع کر جو بہت اچھی ہو، پس ناگہاں وہ شخص جسے تم سے عداوت ہے (ایسا ہو جائے گا) گویا وہ قرابت والا دوست ہے اور یہ بات ان ہی لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے مستقل ہیں اور یہ بات اسی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑا صاحب نصیب ہے۔

آٹھویں اصلاح

مسلمان کی اجتماعی زندگی کا اصلاحی پروگرام۔

(ا) فرامین الٰہیہ یعنی قرآن اور احادیث نبویہ کو پیش نظر رکھ کر رہنمایانِ قوم کی اطاعت کرنا تمہارا فرض ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ (سورۃ النساء رکوع ۸)

ترجمہ: مسلمانو، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور اپنے مسلمان حاکموں کی فرمانبرداری کرو۔

(ب) مسلمانوں کا باہمی جھگڑا ہو جائے تو پنچایتوں میں اس کی صلح کرا دو، تاکہ مقدمہ عدالت میں نہ جائے۔

قولہ تعالیٰ۔ وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا الآیۃ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۔

(حجرات رکوع ۱)

ترجمہ: اور اگر مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑیں تو ان کی صلح کرا دو۔ سوائے اس کے نہیں کہ مسلمان سب بھائی ہیں، لہذا اپنے بھائیوں میں صلح کرا دو اور خدا سے ڈرو تاکہ تم رحم کئے جاؤ۔

(ج) کوئی مسلمان کسی بھائی پر تمسخر نہ اڑائے

قولہ تعالیٰ: لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ الآیۃ (حجرات رکوع ۲)

نہ مردوں کو مردوں پر ہنسنا چاہیئے

(د) ایک دوسرے کو طعن مت دو۔

قولہ تعالیٰ، وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ الآیۃ (حجرات رکوع ۲)

اور نہ عیب لگاؤ ایک دوسرے پر

(ہ) آپس میں برے لقبوں سے مت پکارو

قولہ تعالیٰ، وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ الآیۃ (حجرات۔ رکوع ۲)

اور نہ ایک دوسرے کو برے لقب سے پکارو۔

(و) تحقیق کئے بغیر کسی کے متعلق کوئی گمان فاسد دل میں مت لاؤ۔

قولہ تعالیٰ، يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ الآیۃ

اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچا کرو۔ (حجرات رکوع ۲)

(ز) کوئی مسلمان کسی مسلمان کے خلاف

پراپگنیڈہ نہ کرے۔
قولہ تعالیٰ: وَلَا یَغْتَبْ بَعْضُکُمْ بَعْضًا الآیۃ (حجرات رکوع ۲)
اور نہ بدگوئی پیٹھ پیچھے ایک دوسرے کو۔

نویں اصلاح

فضول خرچی سے بچو۔ اگر مسلمان ان ہدایات پر عمل پیرا ہو تو افلاس و ناداری یقیناً دُور ہو جائے۔

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ وَالْمِسْکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا ۝

(بنی اسرائیل رکوع ۳)

ترجمہ: رشتہ داروں، مسکینوں اور مسافروں کو حق دیدے اور فضول خرچی نہ کر۔

وَلَا تَجْعَلْ یَدَکَ مَغْلُوْلَۃً اِلٰی عُنُقِکَ وَلَا تَبْسُطْھَا کُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا

(بنی اسرائیل رکوع ۳)

ترجمہ: اپنے ہاتھ کو گردن کے ساتھ باندھا ہوا نہ رکھ اور بہت زیادہ کشادہ بھی نہ رکھ، پھر تو بیٹھ رہے گا ملامت کیا ہوا پچھتاتا ہوا۔

دسویں اصلاح

قرآن کا سیاسی نظام۔ اگر ان اصول سیاسیات پر مسلمان عمل پیرا ہوں تو میدان سیاست میں کبھی شکست نہیں کھا سکتے۔

(ا) میدانِ جنگ میں اپنے افسر کی اطاعت کرو:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ۔

ترجمہ: اے مسلمانو! اللہ اور اس کے رسول اور اپنے مسلمان حاکموں کی فرمانبرداری کرو۔

(ب) دشمن کے مقابلے میں میدانِ جنگ میں باہمی جھگڑوں سے بچو:

قولہ تعالیٰ: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَۃً فَاثْبُتُوْا وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْھَبَ رِیْحُکُمْ وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ (انفال رکوع ۶)

ترجمہ: اے مسلمانو! جب تم دشمن کے مقابلہ میں جاؤ تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو بہت یاد کرو تاکہ تم نجات پاؤ اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو۔ آپس میں نہ جھگڑو ورنہ سست ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر کرو، تحقیق اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

(ج) فرض منصبی کے ادا کرنے میں کسی قسم کی خیانت نہ کرو:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِکُمْ

(انفال)

ترجمہ: اے مسلمانو! اللہ اور اس کے رسولؐ اور آپس میں ایک دوسرے کی امانت میں خیانت نہ کرو۔

بقیہ انتخاب لاجواب

وَھُمْ بِرَبِّھِمْ یَعْدِلُوْنَ

وہ دوسروں کو رب کے برابر ٹھہراتے ہیں۔ انہوں نے عادل کہہ کر مجھے کافر اور مشرک کہا ہے۔

ردّی کھجوریں:

طبریؒ نے حضرت عمرؓ کے حالات میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ آپؓ نے محتاجوں میں کھجوریں تقسیم کروائیں اور اپنے لئے ردّی اور ناقص رکھیں۔ پوچھنے پر فرمایا:

اَنَا شَرُّ وَالٍ اِذَا اَطْعَمْتُ رَدِیًّا وَطَعِمْتُ جَیِّدًا اگر میں خود عمدہ کھاؤں اور دوسروں کو ردّی کھلاؤں تو بدترین حاکم ٹھہروں گا۔

ایک دفعہ سوکھا ہوا سخت روٹی کا ٹکڑا چبانے لگے جس نے پیٹ میں جا کر آواز پیدا کی تو فرمایا:

یا بطن قرقر او لا تقرقر مالک عندی الا ھذا۔

اے پیٹ خواہ آواز کر یا نہ کر میرے پاس تیرے لئے اس کے سوا کچھ نہیں۔

ان مسلماناں کہ میری کردہ اند
در شہنشاہی فقیری کردہ اند

دین سے استہزاء پر سزا

ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ سلطان تیمور کے دربار میں ایک بھانڈ تھا۔ رمضان شریف کا ماہ تھا۔ بھانڈ نے از راہِ تمسخر بادشاہ کو خوش کرنے کے لئے کہا۔ آج میں نے عجیب تماشہ دیکھا ہے۔

بادشاہ نے پوچھا کیسا تماشہ؟
کہا: ایک آدمی کو لوگ پکڑ کر لے جا رہے تھے کہ اس نے روزہ کھا لیا ہے۔ میں نے سوچا کوئی ایسا بھی آدمی پیدا ہو جائے جو نماز کو بھی کھا جائے تاکہ ہم اس مصیبت سے چھوٹ جائیں۔

اس کا خیال تھا کہ بادشاہ یہ سن کر خوش ہوگا اور انعام دے گا۔ بادشاہ نے کہا بیٹھ جاؤ۔ قاضی القضاۃ کو بلایا قاضی صاحب تشریف لے آئے۔

بادشاہ نے بھانڈ سے کہا:
"جو بات تو نے مجھے سنائی ہے وہ قاضی صاحب کو پھر سنا۔"

بھانڈ نے مزے سے وہ بات سنائی۔ بادشاہ نے کہا قاضی صاحب اس شخص کے لئے شرعی حکم کیا ہے؟
قاضی صاحب نے کہا: اس کی گردن

شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر

ایمان کے بغیر کوئی عمل قبول نہیں ہوتا

مکمل قلبی اطمینان اور صحیح عالمگیر اخوت اور یگانگت بغیر خالص ایمان کے ہرگز متصور نہیں ہوسکتی ؛ کیونکہ ایمانی اخوت سے وحدتِ خلق کا عالمگیر نظام اور تصور فوراً سامنے آجاتا ہے۔ مذہبی اور روحانی ارتقاء کا آخری اور انتہائی مقام سوائے اس کے اور کیا ہوسکتا ہے کہ تمام اقوام و ممالک میں ایمان خالص کی تبلیغ اور تکمیل ہو جس کی بدولت عالم انسانیت اپنی فلاح و مراد کو پہنچے اور ہر فرد باوجود اختلافِ الوان و طبائع کے دُنیا و آخرت کی کامرانی اور شادمانی سے بہرہ ور ہو اور چونکہ نجاتِ اخروی دنیوی مصالح سے زیادہ قیمتی اور اعلیٰ غرض ہے۔ اس لیے "ایمان کا بنیادی عقیدہ جس کے سبب اللہ تعالیٰ کی دائمی خوشنودی اور ابدی رضا جوئی حاصل ہوسکتی ہے اور اسی پر نجاتِ اخروی موقوف ہے۔ ایک نہایت اعلیٰ ترین نصب العین اور فلاح دارین کے حصول کا واحد اور بے مثال ذریعہ ہے۔ کفر و جحود انسان کو دین و دنیا میں ہر طرح ناکام و نامراد رکھنے والی منحوس ترین چیز ہے اور بغیر ایمان کے کوئی عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول نہیں ہوسکتا اور نہ اس کو درجۂ قبولیت کا کوئی ادنیٰ سا حصہ بھی حاصل ہوسکتا۔ بھلا سوچیے کہ جس درخت کی جڑ ہی سوکھ گئی ہو اس کے پتوں پر پانی چھڑکنا خود پانی کو ضائع کرنا نہیں تو اور کیا؟ بغیر ایمان کے اعمال صالحہ راکھ کا ایک بے وزن ڈھیر ہے جس کو کفر و شرک کی تند اور تیز آندھی آن واحد میں اڑا کر بالکل نیست اور نابود کردیتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ اِشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ۭ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰي شَيْءٍ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ

(پ ۱۳ - ابراہیم-۳)

جو لوگ اپنے رب کے منکر ہوئے ان کے اعمال کی مثال ایسی ہے جیسے وہ راکھ کہ اس پر زور سے آندھی کے دن ہوا چلے۔ اپنی کمائی میں سے ان کے ہاتھ کچھ نہ ہوگا۔ یہی ہے بہک کر دور جا پڑنا۔

اور یہ ایک بالکل کھلی حقیقت ہے کہ جن لوگوں نے دنیا میں بجائے ایمان کے کفر و شرک پھیلایا اور ایسی مہربان اور رحمن خدا سے بندوں کا تعلق قطع کرکے مخلوق کو خدائی صفات کا حامل بتایا تو انہوں نے پیاسوں کو سراب کی طرف دوڑایا اور شرف انسانیت کو بدنما دھبہ لگایا اور جس شخص نے غیر خدا کی عبادت اور بندگی کی اور دوسروں کو اس کی دعوت دی تو اس نے اپنی ساری محنت ضائع کردی اور اپنے تمام اعمال کو اکارت کردیا حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ اور یہ بالکل ایک نمایاں حقیقت ہے کہ کافر و مشرک پرلے درجے کا بے وقوف اور لایعقل ہوتا ہے، کیونکہ وہ انسانیت کے بلند مقام سے تنزل کرکے چوپایوں بلکہ ان سے بھی زیادہ ذلیل مقام پر پہنچ جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کی ساری مخلوق میں اس سے بُرا اور شریر اور کوئی نہیں ہوسکتا اور ایسے ہی لوگوں کے بارے میں یہ ارشاد ہوا ہے کہ:

اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ

(پ ۳۰ - البینۃ-۱)

وہ لوگ سب مخلوق سے بدتر ہیں۔

اور جو لوگ سب سے زیادہ خالص ایمان پر قائم ہوکر دعوتِ ایمان پر زور دیتے اور کفر و شرک کو سب سے بڑا ناقابلِ مغفرت گناہ یقین کرتے اور بتاتے ہیں تو وہ یقیناً مخلوقِ خدا کے سب سے زیادہ ہمدرد اور خیر خواہ ہیں اور وہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بہتر ہیں اور ایسے ہی حضرات کے متعلق ارشاد ہوتا ہے کہ:

اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ۔

(پ ۳۰ ۔ البینہ ۔ ۱)

وہ لوگ مخلوق میں سب سے بہتر ہیں۔

لہذا سب سے اہم کام ضروری تبلیغ اور نفع رساں عمل دعوتِ ایمان ہے۔ کیونکہ کفر و شرک ایک بہت بڑا ظلم ہے جس کے سبب ابدی طور پر انسان جنت کی دائمی راحت سے محروم ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کی بے پایاں رحمت سے محجوب رہتا ہے اور کسی وقت بھی اس کی مغفرت کی توقع نہیں کی جا سکتی۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ ۔ (پ ۵ ۔ النساء ۔ ۷)

بے شک اللہ تعالیٰ نہیں بخشتا اس کو کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے۔

مگر افسوس کہ بہت کم لوگوں کو اس کا خیال ہے کہ صرف ایک ہی رب کی عبادت کر کے مقصدِ تخلیق کو سمجھیں اور ایمان کی جڑوں کو مضبوط کریں اور اللہ تعالیٰ کے اِس ارشاد پر نگاہ جمائے رکھیں:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ ۔ (پ ۲۷ ۔ الذاریات ۔ ۲۰)

اور میں نے نہیں پیدا کئے جن اور انسان مگر اس لئے کہ وہ میری عبادت کریں۔

کاش کہ اس مقصد وحید کی طرف بھی التفات اور توجہ ہو جائے جس کے لئے ہم دنیا میں پیدا کیے گئے ہیں۔ اگرچہ کچھ بندگانِ خدا اس عظیم مقصد کے سمجھنے کے لئے کوشاں رہتے ہیں مگر غافلوں کی بھی کوئی کمی نہیں ہے بقول شاعر ؎

کس واسطے ہم آئے ہیں دنیا میں شعیفتہ
اس کا جو دیکھئے تو بہت کم خیال ہے

ایمان باللہ

ایمان کی سب سے پہلی اور بنیادی کڑی ایمان باللہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات، اس کی صفات اور اس کے افعال میں ہر حیثیت اور ہر لحاظ سے وحدہٗ لا شریک سمجھا اور یقین کیا جائے کہ وہ وَدُوْد ہے مگر نہ ایسا جس طرح دوست دوست سے دوستی اور محبت کرتا ہے۔ وہ حَنّان ہے لیکن نہ اس طرح جیسے ماں اولاد سے شفقت کرتی ہے۔ وہ رؤف رحیم ہے پر نہ یوں جیسا کہ باپ اپنے بچوں سے رحمت و رأفت کرتا ہے۔ وہ ان تمام تشبیہات و استعارات سے بالکل پاک قطعاً مبرا اور یقیناً منزہ ہے لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ وہ ماں اور باپ سے بیوی اور اولاد سے، کھانے اور پینے سے سونے اور اونگھنے سے فنا اور زوال اور ہر قسم کے نقص سے پاک ہے۔ نہ حضرت عزیرؑ اس کے فرزند ہیں اور نہ حضرت مسیحؑ اس کے بیٹے ہیں اور نہ فرشتے اس کی بیٹیاں ہیں اور نہ احبار و رہبان یعنی مولوی اور پیر اس کے بیٹے ہیں۔ وہ اپنی تمام صفات میں بے مثل ہے وہی عالم الغیب والشہادۃ ہے اور وہی السمیع البصیر ہے اور وہی اپنے تمام کمالات میں منفرد ہے اور وہی مدبر امر ہے اور وہی کارخانۂ عالم میں متصرف ہے۔ الغرض معبودِ حقیقی تمام کمالات و اوصاف سے متصف اور تمام عیوب و نقائص سے مبرا اور ہر قسم کی حاجات سے پاک ہے۔ ساری کائنات اس کی محتاج ہے اور وہ الصمد ہے اور اگر کوئی عاصی و گنہگار فطرتِ صحیحہ کو کھو نہ چکا ہو تو ضرور اس کا متلاشی رہتا ہے کہ خالق کائنات کے ساتھ اس کا رابطہ و تعلق قوی سے قوی تر ہو جائے اور اس کو مالکِ حقیقی کی رضا نصیب ہو اور وہ اپنی فانی اور ناپائیدار زندگی کی رفتار صراطِ مستقیم پر جاری رکھ کر تقربِ الٰہی اور رضائے حق تک پہنچنے میں فائز المرام ہو سکے اور رحمتِ خداوندی تو یہ گارنٹی دیتی ہے کہ گنہگاروں کو مایوسی سے ہمکنار نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ ؎

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی
میرے جرم ہائے سیاہ کو تیرے عفوِ بندہ نواز میں

اسلامی نظامِ تعلیم کے نفاذ کیلئے
طلباء کے قلوب میں
صحیح اسلامی روح بیدار کرنے کیلئے
اور جماعتی سرگرمیوں
کے جائزہ کے لئے

خبرنامہ
ہمدم

کا مطالعہ ضروری ہے جو کہ ہر ماہ کی پندرہ تاریخ کو باقاعدگی سے شائع ہوتا ہے۔

رابطہ کے لئے
انچارج ہمدم، دفتر جمعیۃ طلبہ اسلام
۴۔ بی، شاہ عالم مارکیٹ
لاہور

بقیہ رجم کی سزا

رہتا ہے)۔ اس قسم کے واقعات روزمرہ دیکھنے میں آتے ہیں۔ جب واقعہ یہ ہے تو ہم رجم کی سزا سے کیوں ڈریں؟ اس سزا کا اختیار کرنا ایک حقیقت کو تسلیم کرنا ہے اور حقیقت کو تسلیم کرنا شجاعت اور فضیلت کی بات ہے۔" (عبدالقادر عودہ، التشریع الجنائی الاسلامی، ۱: ۶۴۱ و ۶۴۲، مکتبہ دار العروبۃ، قاہرہ ۱۳۷۸ھ)

تبصرہ: زاھد بلند شہری

تبصرہ کے لئے کتاب کی دو جلدوں کا آنا ضروری ہے

سالنامہ فنیات

مُدیر اعلیٰ — سید نذر عباس رضوی
ناشر — گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی لاہور
سائز — ۳۰ × ۲۰
ضخامت — ۲۰۰ صفحات
کتابت وطباعت — عمدہ

آجکل تعلیمی اداروں میں اداروں کے سالنامے کی اشاعت روایت بن گئی ہے۔ زیر تبصرہ گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی، ریلوے روڈ لاہور کا ۱۹۸۰ء کا سالانہ ادبی فنی مجلہ ہے۔ ایسے سالانہ مجلوں کی وساطت سے طالبعلموں کو اپنی ادبی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کا موقع ملتا ہے خصوصاً ٹیکنیکل تعلیم حاصل کرنے والے مستقبل کے انجینئر طالب علم ان مجلوں کے ذریعہ اپنی نگارشات کو بہتر طور پر پیش کرسکتے ہیں۔

مذکورہ سالانہ ادبی فنی مجلہ "فنیات" کے سرپرست کالج کے پرنسپل اور مُدیر اعلیٰ جناب سید نذر عباس رضوی ہیں۔ ایوری کارڈ پر چار رنگ میں سرورق بہت خوبصورت ہے۔ فنیات کے مطالعہ سے کسی بھی فنی تعلیمی ادارے میں نوجوانوں کی ادبی صلاحیتوں اور سرگرمیوں کا اندازہ ہوتا ہے۔ اسلامی اصلاحی اور مشاہیر اسلام سے متعلق مضامین کو اولیت دی گئی ہے جبکہ کالج کی سرگرمیاں، کالج کی کھیلوں کے تصویری جھلکیاں، نظمیں، غزلیں اور معلوماتی مضامین بھی قابل مطالعہ ہیں۔ مجموعی طور پر "فنیات" ایک عمدہ کاوش ہے۔

نظام العلماء پاکستان کے مرکزی مبلغ
مولانا محمد منظور الحق رحمانی
کوئٹہ ڈویژن کے دورہ پر ہیں۔ جماعتی احباب ان سے نظام العلماء پاکستان کے مرکزی بیت المال اور ترجمان اسلام کے بقایاجات کی وصولی اور اشاعت کے سلسلہ میں بھرپور تعاون کریں۔ (ادارہ)

جناب اکرام القادری سابق مدیر ترجمان اسلام ان دنوں، قائد محترم حضرت مولانا مفتی محمود رحمہ اللہ تعالیٰ کے مکتوبات کو

مکاتیبِ محمودؒ

کے عنوان سے جمع و مرتب کرنے میں مصروف ہیں۔ جن حضرات کے پاس حضرت مفتی صاحبؒ کا کوئی مکتوب ہو وہ اس کی فوٹو کاپی مندرجہ ذیل پتہ پر ارسال فرمائیں:

جناب اکرام القادری مہتمم مدرسہ احسن المدارس طارق آباد۔ خانیوال۔ ضلع ملتان

ترجمان اسلام میں
اشتہارات
دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔ (ادارہ)

ھوالشافی — ھوالکافی
سفوف ہاضم
گیس۔ جلن تبخیر معدہ کے لئے خوش ذائقہ اور لذیذ غذائی اصلاحی ہے۔ ترشی و تیزابیت کو دور کرتی ہے کھٹی ڈکاروں ہچکی۔ پیٹ میں ہوا کا گولہ۔ پیٹ کی درد۔ ریاح۔ بدہضمی۔ بھوک نہ لگنا۔ خارش۔ قبض۔ پھوڑے پھنسی احتلام مزمن بوجہ ضعف معدہ وجگر۔ تبخیر معدہ اور مالیخولیا کے لئے آب حیات ہے۔
قیمت ۶/۰ روپے
خالد کلینک و فارمیسی ریلوے روڈ۔ پنڈعیدن

حافظ محمد عبدالمتین خان

رمضان المبارک

رحمتوں اور برکتوں کا مہینہ

شیطانوں کی قید

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رمضان المبارک شروع ہوتا ہے تو جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیطانوں کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

(متفق علیہ)

گناہوں کی بخشش

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جناب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے رمضان المبارک کے روزے ایمان کی حالت میں خلوص نیت کے ساتھ رکھے اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اور جس نے رمضان المبارک کی راتوں میں ایمان کی حالت میں خلوص نیت کے ساتھ قیام کیا اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

(متفق علیہ)

قرآن کی شفاعت

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما رو [illegible] کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزے اور قرآن کریم دونوں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آدمی کے لئے شفاعت کریں گے۔

روزہ کہے گا یا اللہ میں نے اس بندے کو کھانے اور خواہشات سے روکے رکھا اس لئے اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرمائیں اور قرآن کریم کہے گا یا اللہ! میں نے اس بندے کو رات کی نیند سے روکے رکھا اس لئے میری شفاعت قبول فرمائیں۔ پس دونوں کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ (بیہقی)

صبر کا مہینہ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز ہمیں شعبان المعظم کے آخری روز خطبہ دیا اور اس میں فرمایا کہ اے لوگو! تم پر ایک عظیم اور برکتوں والا مہینہ سایہ فگن ہونے والا ہے جس مہینہ میں ایک رات ایسی ہے جو ایک ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس ماہ کے روزے فرض کئے ہیں اور اس کی راتوں میں کھڑے ہو کر قرآن کریم صحنے کو نفلی عبادت مقرر کیا ہے۔

جو شخص اس ماہ میں خیر کی ایک خصلت کے ساتھ خدا کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرے گا اس کی یہ نیکی باقی دنوں کی فرض عبادت کی طرح شمار ہوگی اور جس نے اس ماہ میں ایک فرض ادا کیا باقی ایام کے ستر فرائض کی طرح شمار ہوگا۔ یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ یہ غم خواری کا مہینہ ہے اور اس میں مؤمن کا رزق بڑھایا جاتا ہے۔ جس نے رمضان میں کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرایا اس کے لئے گناہوں سے بخشش ہو گی اور اس کی گردن آگ سے آزاد ہو گی اور اسے اس روزہ دار جتنا اجر اس کے اجر میں کمی کیے بغیر ملے گا۔

ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں ہر آدمی کو یہ توفیق نہیں کہ وہ روزہ دار کا روزہ افطار کرا سکے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس کو بھی دیں گے جس نے دودھ کے ایک گھونٹ سے یا ایک کھجور سے یا پانی کے ایک گھونٹ سے روزہ افطار کرایا اور جس نے روزہ دار کو پیٹ بھر کے کھلایا اللہ تعالیٰ اس کو میرے حوض سے ایسا پانی پلائیں گے کہ جنت میں داخل

ہونے تک پھر اس کو پیاس نہیں لگے گی اور یہ ایسا مہینہ ہے جس کا ابتدائی حصہ رحمت ہے۔ وسطی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ آگ سے آزادی ہے اور جس نے رمضان المبارک میں اپنے غلام پر نرمی کی، اللہ تعالیٰ اُس کی مغفرت فرمائیں گے، اور اسے آگ سے آزاد کردیں گے۔
(بیہقی)

روزہ اور جھوٹ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے جھوٹ بولنا اور جھوٹے کام کرنا ترک نہ کیا تو اللہ تعالیٰ کو کوئی غرض نہیں کہ وہ کھانا اور پینا چھوڑ دے۔ (بخاری)

بلا عذر ترک روزہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے کسی عذر کے بغیر رمضان المبارک کا ایک روزہ ترک کردیا وہ ساری زندگی روزے رکھتا رہے اس ایک روزے کی کمی پوری نہیں کرسکے گا۔ (مسند احمد)

زندگی بھر کا روزہ

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان المبارک کے روزے رکھنا اور ہر مہینہ میں تین روزے رکھنا پورے زمانے کے روزے رکھنا ہے اور افطار کرنا بھی۔
(مسند احمد)

روزہ اور صحت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا روزے رکھا کرو اس سے تمہاری صحت ٹھیک رہے گی
(ابونعیمؒ)

روزہ دار کی خوشی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ابن آدم کا ہر عمل اس کا اپنا عمل ہے، مگر روزہ صرف میرے لئے ہے وہ کھانے پینے اور خواہش کو میری خاطر ترک کرتا ہے اس لئے روزہ میرے لئے ہے اور اس کا اجر میں اپنی مرضی سے دوں گا اور روزہ ڈھال ہے پس تم میں جس شخص کا روزہ ہو وہ بیہودہ باتیں نہ کرے اور نہ چیخے چلائے اور اگر کوئی دوسرا شخص اسے گالی دے یا جھگڑا کرے تو اسے کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں۔

اس پروردگار کی قسم جس کے قبضے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے روزہ دار کے منہ کی خوشبو اللہ تعالیٰ کو کستوری کی خوشبو سے زیادہ پسند ہے اور روزہ دار کو دو خوشیاں حاصل ہوں گی ایک روزہ افطار کرتے وقت اور دوسری اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے وقت روزے کی وجہ سے۔ (بخاریؒ)

جنت کا مستقل دروازہ

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کا ایک مستقل دروازہ ہے جس کا نام "ریان" ہے۔ اس سے صرف روزے دار داخل ہوں گے اور جب سب روزہ دار داخل ہوچکیں گے تو وہ دروازہ بند کردیا جائے گا اور کوئی اور اس سے داخل نہیں ہوسکے گا۔
(بخاریؒ)

بدن کی زکوٰۃ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر چیز کی زکوٰۃ ہے اور بدن کی زکوٰۃ روزہ ہے اور روزہ نصف صبر ہے۔ (ابن ماجہؒ)

بے مثال عمل:

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کسی عمل کا حکم فرمایئے۔ آپؐ نے فرمایا تم پر روزہ لازم ہے کیونکہ اس کے ثواب کا کوئی حساب نہیں۔ میں نے پھر عرض کیا کہ مجھے کسی عمل کی تلقین کیجئے۔ فرمایا روزہ رکھا کرو اس کے ثواب کا کوئی حساب نہیں۔ میں نے پھر گذارش کی مجھے کسی عمل کے بارے میں ارشاد فرمایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا روزے رکھو اس جیسا کوئی عمل نہیں۔ (نسائیؒ)

گناہوں کا کفارہ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے رمضان المبارک کے روزے رکھے اور اس کی حدود کو پہچانا اور جن باتوں سے بچنا چاہیئے ان سے بچا رہا اس نے اپنے پہلے گناہوں کا کفارہ ادا کردیا۔ (ابن حبانؒ)

دُعا کی قبولیت:

حضرت عبادۃ الصامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار رمضان المبارک

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

عالم اسلام کی بنیادی اور عمومی ضرورت

تاریخ اسلام کا وہ مطالعہ جو حکومتوں، کی شکست و ریخت اور سیاسی حالات و انقلابات کے سرسری جائزہ پر منحصر نہ ہو، بلکہ فلسفہ تاریخ امت مسلمہ کے عروج و زوال کے حقیقی اسباب کی تحقیق و تجسس پر مبنی ہو، ایک سلیم الطبع اور حقیقت پسند انسان کو حتمی اور لازمی طور پر اس نتیجہ پر پہنچاتا ہے کہ اسلامی معاشرہ کو ہر دور میں ایسے ربانی، حقانی، بیدار مغز، عالی ہمت، مصلحین اور داعیوں کی ضرورت ہے جو دعوت الی اللہ اور نفوس قدسیہ کی اصلاح و تقویت کا کام ناسازگار سے ناسازگار ماحول میں انجام دیں، جب اسلامی حکومتیں زیر و زبر ہو رہی ہوں، مادیت اور خواہشات نفسانی کے سیلاب بلا میں لوگ تنکوں کی طرح بہے چلے جا رہے ہوں، مال و دولت کے حصول کی ایک اندھی ریس جاری ہو وہ گرتے ہوئے دلوں کو تھامنے، اللہ تعالیٰ سے ان کو جوڑنے اور ان میں تازہ ایمان و یقین، محبت و خوف الٰہی اور اعتماد و توکل پیدا کرنے کے کام میں لگ جائیں۔ وہ لوگوں کو پست اغراض سے بلند رہنے کا سبق دے رہے ہوں۔ دنیا کے مال و متاع کی حقارت ان کے دلوں میں جاگزیں کر رہے ہوں۔ دولت و حشمت اور سلطنت و قوت کے سامنے سرنگوں اور سجدہ ریز ہونے، ضمیر و ملت فروشی اور ملکوں اور قوموں کا سودا کرنے سے بیزار اور بالاتر بنائیں۔ اور عقیدہ و اصول کے لئے قربانی اور راہ خدا میں شہادت کی آرزو سینوں میں پیدا کر دیں۔ ناامیدیوں کے گھٹا ٹوپ اندھیرے سے نکال کر رحمت و نصرت الٰہی کی روشنی میں لے آئیں۔ زوال آمادہ اور کرم خوردہ معاشرہ کو ایسے اہل طاقتور اور امانتدار اشخاص مہیا کریں جو حکومت کی نازک سے نازک ذمہ داریوں کو سنبھال سکیں اور اسلام کی سرحدوں کی حفاظت و نگہداشت کر سکیں۔ یہ وہ ربانی، حقانی لوگ ہیں جو اپنے معاشرہ و ماحول میں وہ خدمت انجام دیتے ہیں، جو خواجہ حسن بصریؒ نے بنوامیہ کے دور میں اور حافظ ابن جوزیؒ، حجۃ الاسلام غزالیؒ اور سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ نے عباسیوں کے دور میں اور مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ اور حکیم الاسلام شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے مغلوں کے عہد میں انجام دی تھی۔

ان ربانی اشخاص کا وجود ہر ملک اور ہر زمانہ کی بنیادی ضرورت ہے، وہ اس وقت کامیاب و بامراد ہوتے ہیں جب حکومتیں ناکام و نامراد ہو جاتی ہیں، ان کا علم دولت و اقبال اسوقت بلند ہوتا ہے جب حکومتوں اور طاقتوں کے فلک بوس جھنڈے سرنگوں ہو جاتے ہیں۔

اسلامی معاشرہ کے لئے سب سے بڑا خطرہ

اسلامی معاشرہ کے لئے سب سے بڑا خطرہ یہ ہے کہ وہ ان نفوس قدسیہ سے سراسر محروم ہو جائے۔ بہت سے وہ اسلامی اور عرب ملک جہاں اللہ تعالیٰ نے رزق اور اپنی نعمتوں کے دہانے کھول دیے ہیں، وہاں آج بشدت یہ "دعوتی و روحانی خلاء" محسوس ہوتا ہے۔ یہ خلا وسیع تنظیمات، عظیم علمی اداروں، سیاسی و اشاعتی سرگرمیوں، فلک شگاف نعروں اور خدمت دین کے بلند بانگ دعوؤں سے پر نہیں کیا جا سکتا۔

اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور مسلم معاشرہ کی حفاظت و تقویت کے لئے چند معین نقاط

دینی دعوت اور اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے جو کوششیں دنیائے اسلام کے مختلف گوشوں میں مختلف انداز سے اور اپنی اپنی بصیرت، تجربے اور حالات کے

تقاضہ سے ہو رہی ان کو اپنے اپنے مرتبے پر رکھتے ہوئے اور ان کی کسی نہ کسی درجہ میں افادیت کا اعتراف کرتے ہوئے اس کی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ اس پندرھویں صدی ہجری میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ اور مسلم معاشرہ کو مزید انحطاط و زوال کے خطرے سے بچانے اور نئی صدی کے چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کے لیے کچھ معین نقاط (POINTS) اور چند واضح واضح خطوط (LINES) (خواہ ان کی حیثیت اشارات، اور عنوانات سے زیادہ نہ ہو) پیش کر دیے جائیں۔ شاید باتوفیق اور بلند حوصلہ کارکنوں اور اسلام اور مسلمانوں کے لیے فکرمند جماعتوں کو ان سے کچھ روشنی یا مدد حاصل ہو۔

١۔ مسلم عوام میں ایمان و عقیدہ کو طاقت پہنچانے (جس کی چنگاریاں ان کے عاکستر میں بہرحال موجود ہیں) اور ان کے دینی شعور کو بیدار و متحرک بنانے کی ضرورت ہے۔ ان مسلم عوام کی اسلام کے ساتھ وابستگی اور اس کے لیے گرم جوشی (خواہ وہ بعض اوقات حالات و حوادث ہی کا نتیجہ ہو) ایک ایسی بلند و مستحکم فصیل اور اسلام کا آہنی حصار ہے جس کی بدولت بہت سی مسلم (یا مدعی اسلام) قیادتوں اور حکومتوں کو کھل کر کفر کا راستہ اختیار کرنے اور اپنے ملکوں اور ماتحت مسلم قوموں کو کفر و الحاد کی آغوش میں ڈال دینے کی ہمت نہیں ہوتی اور اسلام ان تمام سازشوں اور منظم اور وسیع منصوبوں کے باوجود جو اس کو ان ملکوں سے بے دخل کرنے کے لیے اندرون یا بیرون ملک تیار کیے جاتے ہیں، ان ملکوں میں زندہ اور کسی نہ کسی درجہ میں فعال اور مؤثر ہے — خدانخواستہ اگر کسی دن یہ حصار ٹوٹ گیا اور مسلم عوام کا رشتہ اور ان کی روحانی اور جذباتی وابستگی اسلام سے ختم ہو گئی، تو پھر ان ملکوں میں اسلام کے بقا اور تحفظ کی کوئی ضمانت اور ان قیادتوں (LEADERSHIPS) اور حکومتوں کو کھل کھیلنے اور اپنے ملکوں کو اسپین اور ترکستان بنا دینے سے کوئی چیز روک نہیں سکتی۔ پھر یہی عوام وہ نرم اور بار آور زمین ہے جس سے ہر طرح کی قدرتی دولت حاصل کی جا سکتی ہے، اور اس پر ہر طرح کے پُرثمر باغات لگائے جا سکتے اور محل تعمیر کیے جا سکتے ہیں۔ یہ وہ خام مال (RAW MATERIAL) ہے جس سے بہترین انسانی مصنوعات تیار کی جا سکتی ہیں اور مردم سازی اور آدم گری کا کام کیا جا سکتا ہے۔ صدہا خامیوں اور قابل اصلاح پہلوؤں کے باوجود یہ وہ انسانی مجموعہ ہے جس پر پیغمبرانہ توجہات اور اہل قلوب اور اہل خلوص کی محنتیں صرف ہوئی ہیں اور وہ آج بھی اپنے خلوص قلب اپنی محبت اور گرم جوشی اور ایثار و قربانی کے جذبہ اور صلاحیت میں دوسری انسانی جماعتوں اور مذہبی قوموں سے فائق و ممتاز ہے۔

لیکن اسی کے ساتھ اس کی ضرورت ہے کہ ان مسلم عوام (MASSES) اور مسلم ممالک کی مسلم آبادی میں ان صفات کو بھی پیدا کرنے، اور اس اسلامی سیرت کو بروئے کار لانے کے لئے بھی سخت جد و جہد کی جائے، جن کی بناء پر انسانی نفوس، نصرت آسمانی اور فتح و کامرانی کے مستحق ہوتے ہیں اور جن کی وجہ سے مخالفتوں اور رکاوٹوں کے پہاڑ گرد و غبار بن جاتے ہیں مثلاً صحیح عقیدہ، توحید خالص (جو شرک کے ہر شائبہ سے محفوظ ہو) اسلامی سیرت اور اسلامی معاشرہ (جو جاہلی رسم و رواج اور غیر مسلم اقوام کی تقلید سے پاک ہو) اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ مسلم معاشرہ کو اس مرض نفاق اور اس "تضاد" سے پاک کیا جائے جو عرصہ سے اس میں سرایت کیے ہوئے ہے اور جو اسلام کی اصل تعلیمات اور مثالی مسلم معاشرہ کے منافی ہے۔ اسی طرح ان اخلاق و عادات اور نفس امارہ اور دولت و طاقت کے ان اثرات سے بھی اس کو بچانے کی کوشش کی جائے، جن کی بنا پر انبیاء سابقین کی بہت سی امتیں مستحق عذاب اور مورد غضب الٰہی ہوئیں، اسی طرح مغربی اقوام کے ان اخلاقی "جذام" سے بھی ان کو محفوظ رکھنے کی کوشش کی جائے جس میں مغربی تہذیب اور اہل مغرب مبتلا ہیں اور اب وہ چاہتے ہیں کہ مشرقی اقوام اور بالخصوص مسلم ملکوں میں بھی وہ پوری طرح پھیل جائے۔

لیکن یہ اصلاحی کام ادھورا رہے گا اور اس کے صحیح نتائج ظاہر نہیں ہوں گے جب تک کہ مسلمانوں میں صحیح دینی شعور نہ پیدا کیا جائے اور ان کی صحیح ذہنی تربیت نہ ہو۔ ضرورت ہے کہ ان میں حقائق اور مسائل کا صحیح فہم اور دوست و دشمن میں تمیز کی صلاحیت پیدا ہو، ان کا شعور اتنا بالغ اور ان کا دینی فہم اتنا عمیق ہو کہ وہ گہرے سیاسی مقاصد رکھنے والے رہبروں، سیاسی بازی گروں اور کھوکھلے نعروں سے دھوکا نہ کھائیں اور عالم اسلام میں پھر ان روح فرسا المیوں (TRAGEDIES) کا اعادہ نہ ہو جن میں بعض بڑی پُرجوش مسلم قومیں اور ممالک، جاہلی قوم پرستی (NATIONALISM) یا لسانی (LINGUISTIC) اور ثقافتی (CULTURAL) تعصبات کی آندھیوں میں پتوں کی طرح اڑ گئے، اور آسانی کے ساتھ شاطر قیادتوں اور غیر ملکی سازشوں کا شکار ہو کر اپنی سادگی اور شعور کی ناپختگی کے بھینٹ چڑھ گئے۔

٢۔ دینی حقائق اور قرآنی و ایمانی اصطلاحات کو نیز دین کے صحیح تصور اور فہم کو ہر طرح کی تحریف سے بچایا جائے اور ان کو جدید

عصری و مغربی تصورات اور سیاسی اقتصادی نظاموں کے ذیلے اعتدال کے ساتھ ان کے تابع اور مطابق بنانے اور اسلام کی خالص سیاسی تشریح و تعبیر اور اسلام کو ایک نظریۂ حیات ثابت کرنے اور عصری فلسفوں اور سیاسی نظاموں کی سطح پر لے آنے میں شدید احتیاط برتی جائے، اس لئے کہ حکومت و اقتدار، نظام و فلسفہ تغیر و ترقی پذیر چیزیں ہیں، لیکن یہ دینی حقائق اور دین کا صحیح عقیدہ اسلام کی دائمی بنیاد اور وہ نقطہ ہے جس سے اس کا آغاز و انجام مربوط ہے۔ انبیاء علیہم السلام نے اپنے اپنے زمانے میں انہیں کی دعوت دی اور انہیں کے راستہ میں ان کی ساری جد و جہد اور جہاد تھا۔ اسی طرح ہر ایسی چیز سے احتیاط ضروری ہے جس کی بنیاد "ایمان بالآخرۃ" پر نہ ہو اور جس سے حصول رضائے الٰہی کا جذبہ کمزور اور ایمان و احتساب کی روح مضمحل ہوتی ہو اور تقرب الی اللہ زندگی کی اصل غایت نہ ٹھہرتی ہو! نیز جس تعلیم و تلقین اور تفہیم و تشریح سے دورِ جاہلیت کی بت پرستی (جو ابھی زندہ ہے) اور شرک اور اس کے عام اعمال و مظاہر کی قباحت و نفرت کم ہوتی ہو، اور اس کو دورِ جاہلیت کی ایسی یادگار سمجھنے کا ذہن پیدا ہوتا ہو جس کا زمانہ لد گیا اور جس کی اب اس ترقی یافتہ دور میں کوئی گنجائش نہیں، حالانکہ بقول اقبال

؎ اگرچہ پیر ہے مؤمن، جواں ہیں لات و منات

۳۔ ذاتِ نبوی (علیہ الف الف سلام) سے مسلمانوں کے روحانی اور جذباتی تعلق پیدا ہونے اور برقرار رہنے کی کوشش دل میں آپؐ کے لئے گہری محبت اور مسلم معاشرہ میں عشقِ نبوی (علیہ الف الف سلام) پیدا کرنے کی کوشش جو ایک مسلمان کی نظر میں آپؐ کو اہل و عیال، یہاں تک کہ اپنی ذات سے زیادہ محبوب بنا دے جیسا کہ صحیح احادیث کے مطابق وہ ایمان کا تقاضہ اور اس کی علامت ہے

اور اس بات پر ذہنی طور پر پورا اطمینان اور اعتماد کہ آپؐ "ختم الرسل، مولائے کل دانائے سُبل" ہیں اور ایسے تمام اثرات سے احتراز جو محبت کے ان سرچشموں کو خشک یا پایاب، سنت پر عمل کرنے، اسوۂ رسول علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی پیروی اور سیرت کے مطالعہ کے شغف اور اس کے تاثر کو کمزور کر دیں۔ یہی وہ وابستگی اور گرویدگی تھی جس نے عجمی قوموں کو اسلام کے رشتے سے منسلک اور غیر اسلامی تہذیب اور قومیتوں میں تحلیل ہو جانے سے محفوظ رکھا۔

یہ پہلو اس زمانہ میں ممالک عربیہ کے لئے خاص طور پر اہمیت رکھتا ہے جہاں پچھلے برسوں میں عرب قوم پرستی کی تحریکوں، عیسائی اور یہودی مصنفین کی کتابوں اور جدید عرب ادیبوں اور ان داعیوں و فضلاء نے جو محبت کے عنصر سے محروم یا مقام "محمد عربیؐ" سے نا آشنا تھے اس کو اس حد تک کمزور کر دیا ہے کہ اب اس کے دوبارہ احیاء اور تقویت، اور ایک ایسے ایمان افروز روح پرور اسلامی ادب کی ضرورت پیدا کر دی ہے جس کے پیش کرنے والے ایک عجمی عاشقِ رسول (اقبالؒ) کے الفاظ میں کہہ سکیں کہ ؎

سپاہِ تازہ برانگیزم از ولایتِ عشق
کہ در حرم خطرے از بغاوتِ خرد است

۴۔ مسلمانوں کے تعلیم یافتہ طبقہ میں اور جن کے ہاتھ میں آج ممالک اسلامیہ کی فکری تعلیمی قیادت اور ذرائع ابلاغ ہیں، اسلام کی ہر زمانہ میں رہنمائی کرنے، نئے نئے مسائل کا سامنا کرنے، نئی نئی گتھیوں کو سلجھانے اور انسانی قافلہ کو اس کی منزلِ مقصود پر پہنچانے اور کشتیٔ حیات کو کنارہ لگانے کی صلاحیت پر اعتماد کی بحالی جو غلط تعلیم اور مغربی افکار کے اثر سے یا تو ختم ہو گیا ہے یا متزلزل ہو چکا ہے۔ اس طبقہ نے فرض کر لیا ہے کہ اسلام ایک ایسی بیٹری یا ٹارچ ہے جس کا مصالحہ ختم ہو گیا ہے یا ایک ایسی بتی ہے جس کا تیل ختم اور اس کا فتیلہ جل چکا ہے، اس کے دل میں از سرِ نو یہ اعتقاد اور اعتماد پیدا کرنا کہ اسلام ایک عالمی اور جاودان پیغام ہے جس میں زمان و مکان کی کوئی تفریق نہیں۔ اس کی ہر زمانہ میں کشتیٔ نوحؑ کی حیثیت ہے جو تنہا غرق ہونے سے بچا سکتی ہے۔

اس اعتماد کا اس طبقہ کے دلوں سے بالکل نکل جانا یا اس کا کمزور پڑ جانا، اس طبقہ کا وہ اصلی مرض ہے جو اس وقت اس کے اکثر خلافِ اسلام اقدامات اور "اصلاحات" کا محرک اور اس کا ذہنی و تمدنی ارتداد کا سبب ہے جس نے اس وقت پورے عالمِ اسلام کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے اور جس کی وجہ سے ان رہنماؤں اور اہلِ حکومت اور مسلم عوام کے درمیان وہ عمیق اور عریض خلیج پیدا ہو گئی ہے جو کسی طرح سے پُر نہیں ہوتی اور جس کی وجہ سے ان ملکوں میں ایک شدید ذہنی، تہذیبی اور معاشرتی کشمکش برپا ہے جو کبھی کبھی بغاوتوں اور انقلاب پر منتج ہوتی ہے۔

۵۔ اسلامی ممالک میں نظام و نصابِ تعلیم کی بنیادی تبدیلی اور از سرِ نو تشکیل جو ان مسلم اقوام و ممالک کے قد و قامت، قدر و قیمت، پیغام و فرائض اور اخلاق و مقاصد سے پوری مطابقت رکھتی ہو اور جو قطعاً کسی دوسرے ملک یا قوم سے درآمد نہ کی گئی ہو، بلکہ ان مسلمان ماہرینِ تعلیم اور ماہرینِ فنون کا اجتہاد و مطالعہ، اسلام کے عمیق و جامع فہم اور بصیرت و تجربہ کا نتیجہ ہو، جو قدیم و جدید اور مشرق و مغرب کے خود ساختہ حدود

خطوط سے بالاتر اور آزاد ہوں۔ یہ ایک ایسا ضروری کام ہے جس میں مطلق تاخیر کی گنجائش نہیں۔ اس کے بغیر یہ اسلامی ممالک اپنے پاؤں پر نہ کھڑے ہو سکتے ہیں نہ اپنے دماغ سے سوچنے کے قابل ہو سکتے ہیں، نہ اپنے عزم و ارادہ سے ان ممالک کا نظام چلا سکتے ہیں اور نہ ان ممالک کی دانشگاہیں ادب و صحافت اور ذرائع ابلاغ اسلام کے مزاج و روح اور معاشرہ کی ضرورت کے مطابق فرض انجام دے سکتے ہیں۔

۶۔ ایک ایسی طاقتور، عالمگیر، علمی و تحقیقی تحریک جو جدید نسل کا اسلام کے علمی ذخیرہ سے رشتہ استوار کر سکے اسلامی علوم میں نئی روح پھونک سکے اور اس حقیقت کو ثابت کر سکے کہ اسلامی قانون اور فقہ نہایت وسیع اور ترقی پذیر قانون ہے اور وہ ایسے ابدی اصولوں پر قائم ہے جو کبھی فرسودہ اور از کار رفتہ نہیں ہو سکتے، جس میں زندگی کے تغیرات و ترقیات کا ساتھ دینے کی پوری صلاحیت ہے اور جس کی موجودگی میں کسی وضعی اور انسانی قانون کی پناہ لینے کی ضرورت نہیں۔ یہی عصر حاضر کا وہ تجدیدی کام ہے جو اسلامی ملکوں اور موجودہ اسلامی معاشرہ کو ذہنی و معاشرتی ارتداد سے بچا سکتا ہے اور مغربی زندگی و تجدد کے اس دھارے کو روک سکتا ہے جو عالم اسلام میں اسوقت پوری طغیانی پر ہے۔

۷۔ اسلامی ممالک اور مسلم معاشرہ میں اس اسلامی تمدن کی کارفرمائی اور جلوہ نمائی کی کوشش جو اسلام کے اصول و مقاصد، طہارت و عفت اعتدال، ذوق سلیم، قرآنی تعلیمات، اسوۂ رسول (علیہ الف سلام) اور قرون اولیٰ کی اسلامی زندگی اور اسلام کے مثالی معاشرہ کے بہت سے محاسن کا جامع ہے، کسی ملک اور قوم کا محض عقائد و عبادات سے وابستہ رہنا اور اس تمدن سے کنارہ کشی اختیار کر لینا جو ان دینی تعلیمات اور ان کے وسیع، جامع اور لچکدار اصول کے ماتحت پروان چڑھا ہوا اور کسی اجنبی تمدن کا اختیار کر لینا، دین کو عبادت گاہوں اور مذہبی رسوم (RITUALS) میں محدود، اور ان ممالک کو تہذیبی و معاشرتی ارتداد کے خطرے سے دوچار کر دینے کے مترادف ہے، جہاں تک ان مسلم ممالک کا تعلق ہے جو مغربی تہذیب کے زیر اثر ہیں، ان میں دانایان فرنگ کی سازش پورے طور پر کامیاب ہو گئی ہے جنہوں نے ان ممالک کو چند عبادات اور اسلامی شعائر کو چھوڑ کر بالکل اپنے رنگ میں رنگ لیا ہے اور حکومت کے دفاتر سے لے کر قومی زندگی کے تمام شعبوں اور دائروں، سکونتی مکانات اور ہوٹلوں میں بعض اوقات یہ پہچاننا مشکل ہو جاتا ہے کہ ہم کسی مسلم ملک میں ہیں یا کسی خالص مغربی ملک میں، ملی تشخص اور دین کے ساتھ زندہ اور طاقتور ربط کے لئے ضروری ہے کہ اسلام کا پیدا کیا ہوا مخصوص تمدن اور طرز زندگی بھی ان ملکوں میں کارفرما ہو کہ تمدن اور زندگی کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔

۸۔ عالم اسلام کی اسوقت ایک بڑی ضرورت یہ ہے کہ ایک ایسی فکری قیادت ابھرے جو مغربی تہذیب کا جرأت اعتماد اور قوت اجتہاد کے ساتھ سامنا کرے اور تہذیب جدید کے مختلف سانچوں، مکاتیب فکر اور طرز ہائے عمل کے درمیان ایک نیا راستہ پیدا کرے۔ ایسا راستہ جو تقلید، نقل، غلو اور انتہا پسندی سے محفوظ، ظاہری اشکال، مظاہر اور سطحی نقطۂ نظر سے بلند ہو۔ حقائق اور وسائل قوت اور مغز کی طرف متوجہ ہوں اور اس کے ظاہری خول میں نہ الجھے۔ مغربی تہذیب اور علوم کے ساتھ خام مال (RAW MATERIAL) کا سا معاملہ کرے اور اس سے ایک نئی طاقتور تہذیب کی عمارت تعمیر اور زندگی کا ایک ایسا ڈھانچہ تیار کرے جو اس کے مقاصد اس کے عقیدے، اور اس کے اصول اخلاق کے ساتھ ہم آہنگ ہو۔ یہ وہ انقلاب انگیز اور مجتہدانہ کام ہے جس کے بغیر عالم اسلام حقیقی طور پر آزاد و خود کار نہیں ہو سکتا۔

۹۔ ان حکومتوں کو جو مسلم اکثریت کے ممالک میں دین پسند اور اسلام دوست عناصر سے برسرپیکار ہیں اور وہاں ایک معنوی و اعتقادی نسل کشی (GENOCIDE) کی مہم جاری ہے اور اس پر اس ملک کے قائدین اور حکمرانوں کی (جو کسی فوجی انقلاب کے نتیجہ میں یا کسی سازش کے ماتحت) حکومت و اقتدار میں آگئے ہیں' بہترین توانائیاں صرف ہو رہی ہیں۔ نیز بعض ان عرب ممالک کے سربراہوں کو جو دینی حقائق و مفاہیم اور شرعی احکام و نصوص میں ایسی تبدیلی لانا چاہتے ہیں جو ان کے سیاسی اغراض' شخصی کمزوریوں یا غیر ملکی منصوبوں کی کامیابی میں مدد کر سکیں' یہ باور کرانے کی کوشش کرنا کہ یہ حکمت عملی بے نتیجہ' قومی سالمیت اور استحکام کے لئے مضر اور انتشار انگیز کوشش ہے جو ہر مسلم ملک میں ناکام ہو چکی ہے، ان کو ان مقاصد اور کوششوں کی طرف متوجہ کرنا جو ملک کے لئے حقیقی طور پر مفید اور اس کی طاقت و حفاظت کا ذریعہ ہیں۔

اسی طرح سے ان مسلمان حکومتوں اور ان کے سربراہوں کو جن کے دل میں اسلام کی عزت و محبت ہے، شریعت اسلامی کے نفاذ اور اسلامی قوانین کے اجراء پر اور اس مقصد کے لئے مناسب فضا اور ماحول تیار کرنے پر آمادہ کرنا اور اس بات کا یقین دلانا کہ یہ تبدیلی خدا کی طرف سے فتح و نصرت اور معاشرہ میں سعادت و برکت پیدا ہونے کا موجب ہوگی۔

اسی کے ساتھ عالم اسلام میں ایک ایسی مرکزی قیادت کے عالم وجود میں آنے کی فکر و سعی ہو "شورائیت" کے اسلامی اصول اور "تعاونوا علی البر والتقوی" کی بنیاد پر قائم ہو۔ اپنی اس کوتاہی اور محرومی پر کم سے کم تاسف و ندامت کہ اس وقت عالم اسلام خلافت کے اس ضروری ادارے اور اس مبارک نظام سے محروم ہے، جس کے قیام کے مسلمان مکلف بنائے گئے تھے اور جس سے محرومی کا جرمانہ وہ مختلف شکلوں میں ادا کر رہے ہیں۔

۱۰۔ جہاں تک خالص غیر مسلم ممالک کا تعلق ہے وہاں اسلام کا ایسا موثر اور معقول تعارف اور اس طرح اسلامی دعوت کا پیش کرنا جو اسلام کے مزاج اور اس زمانہ اور ان قوموں کی نفسیات کے مطابق ہے اس لئے کہ ان ممالک میں (صحیح دینی اور روحانی و اخلاقی تعلیم کا خلا موجود ہونے اور تہذیب حاضر کی ناکامی کی وجہ سے) اسلام کے لئے روشن امکانات پیدا ہو گئے ہیں اور اس کی اشاعت کا وسیع میدان پایا جاتا ہے۔

جہاں تک ان ممالک کا تعلق ہے ہے جن میں مسلم اقلیتیں پائی جاتی ہیں وہاں مسلمانوں کو اپنی نئی نسل کی دینی تعلیم کے آزاد و خود کفیل انتظام اپنے پرسنل لا کے تحفظ، نئے نئے قوانین کے بارے میں بیدار مغزی اور خود داری کا ثبوت دینے کے ساتھ ان ممالک کی اخلاقی قیادت کے خلاء کو پر کرنے کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے، جس کو صرف وہی پر کر سکتے ہیں اور جس کے ذریعہ سے وہ نہ صرف اپنی افادیت و ضرورت ثابت کر سکتے ہیں بلکہ اس بر سر انحطاط معاشرہ اور ان زوال پذیر ملکوں کے نجات دہندہ اور معمار بن کر ان کے محبوب رہنما اور محترم قائد بھی بن سکتے ہیں اور اس طرح اسلام کے لئے خدمت اور ان مسلمانوں کے لئے عزت و اعتماد کا راستہ کھل سکتا ہے جو مخصوص سیاسی حالات اور گذشتہ تاریخ نے اگر بند نہیں تو سخت دشوار گزار بنا دیا ہے۔

تاریخ انسانی بلکہ درحقیقت نسل انسانی کی اس نئی صدی کے آغاز میں ایسے مردان کار کی طرف ٹکٹکی لگی ہوئی ہے جو نہ صرف اسلام بلکہ عصر حاضر کی ان ضرورتوں کی تکمیل کریں اور ایسے مجتہدانہ اور جرأت مندانہ اقدامات کریں جو تاریخ کے دھارے کو بدل دیں۔ زمانہ کا حقیقت شناس، فراخ نظر اور کشادہ دل مورخ قلم ہاتھ میں لئے ہوئے اس انتظار میں ہے کہ وہ ان کارناموں کو سنہرے حروف سے لکھے اور ان کے انجام دینے والوں کو خراج عقیدت ادا کرے۔

ترجمان اسلام میں
اشتہارات
دے کر اپنی تجارت کو
فروغ دیں۔ (ادارہ)

بقیہ: رمضان المبارک

کا مہینہ آیا تو جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ برکتوں والا مہینہ تمہارے پاس آیا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ تمہیں ڈھانپ لیتے ہیں، رحمت نازل کرتے ہیں اور گناہ معاف کر دیتے ہیں اور دعا قبول فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس ماہ میں تمہارے آپس میں نیکی کے مقابلہ کو دیکھتے ہیں اور فرشتوں میں ذکر کر کے اس پر فخر کرتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کو اپنے نفسوں سے خیر کے عمل دکھاؤ۔ پس بیشک بدبخت وہ ہے جو رمضان المبارک میں اللہ عزوجل کی نعمت سے محروم رہا۔ (طبرانیؒ)

سائل بامراد

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان المبارک میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے کے گناہ بخشے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے سوال کرنے والا نامراد نہیں ہوتا۔ (طبرانیؒ)

گناہوں سے پاک

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے رمضان المبارک کے روزے رکھے اور ان کے ساتھ شوال کے چھ روزے ملائے وہ گناہوں سے ایسے پاک ہو جاتا ہے جیسے پیدا ہوئے والے دن پاک تھا۔

(طبرانیؒ)

ترجمان میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔ (ادارہ)

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع قدس سرہ العزیز

رجم کی سزا

قرآن و سنت کی روشنی میں

قرآن کریم میں یہ لفظ متعدد معنوں میں استعمال ہوا ہے: پتھر مارنے: وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ (۱۱: ۹۱)؛ لَاَرْجُمَنَّكَ (۱۹: ۴۶) يَرْجُمُوْكُمْ (۱۸: ۲۰ مزید دیکھیے ۳۶: ۱۸ و ۴۴: ۲۰ و ۶۷: ۵ و ۲۶: ۱۱۶) اور لعنت کرنا، دھتکارنا (دیکھیے ۱۵: ۳۴ و ۸۱: ۲۵ و ۳: ۳۶)، اٹکل پچو ں تخمینہ لگانا (۱۸: ۲۲) اور تہمت لگانا (۱۹: ۴۶)

فقہی اصطلاح میں "رجم" اس حد (شرعی سزا) کو کہا جاتا ہے جو محصن (تشریح آگے آئے گی) زانی کے لیے مقرر کی گئی ہے اور جس میں مجرم کو پتھر مار مار کر ہلاک کر دیا جاتا ہے، ذیل میں اسی سزا کے مختلف پہلوؤں سے بحث کی جائے گی.

شرعی سزا کے طور پر "رجم" کا تذکرہ سب سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں ملتا ہے؛ موجودہ بائبل سے معلوم ہوتا ہے کہ موسوی شریعت میں "رجم" یعنی سنگسار کر کے ہلاک کر دینا متعدد جرائم کی سزا تھی: (۱) زنا کی (احبار، ۲۰: ۱۰ و استثناء، ۲۲: ۲۱ تا ۲۷)؛ (۲) شرک اور بت پرستی کی دعوت دینے کی (استثنا، ۱۳: ۱۰ و ۱۷: ۶)؛ (۳) بتوں کے نام پر نذر رکھنے کی (احبار، ۲۰: ۲) (۴) ماں باپ کی نافرمانی کرنے کی (استثنا، ۲۱: ۲۱) (۵) خدا کے نام پر لعنت کرنے کی (احبار، ۲۴: ۱۶ و ۱. سلاطین باب ۲۱)؛ (۶) حضرت یوشع علیہ السلام جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نائب تھے. کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو مال غنیمت میں خیانت کرنے کی بنا پر بھی سنگسار کیا تھا (یشوع، ۷: ۱۶ تا ۲۶)

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں "رجم" کی سزا صرف اس زناکار کے لیے مخصوص کر دی گئی جو شادی شدہ ہو اور جس میں "محصن" کی وہ شرائط پائی جاتی ہوں جن کا بیان آگے آرہا ہے اور اس سزا کا اصل ثبوت ان احادیث سے ہوا ہے جو معنیً متواتر ہیں (آلوسی: روح المعانی، ۱۸: ۷۹، ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ، مصر).

• قرآن مجید میں صراحۃً اس سزا کا ذکر نہیں ہے؛ البتہ سورۃ المائدہ کی آیات يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ (تا) وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ (۵: ۴۱ تا ۴۴) میں اس کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے کیونکہ ان آیات کے مستند شان نزول کے مطابق ان آیات میں "حُكْمُ اللّٰهِ" اور "مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ" سے مراد زانی کو رجم کی سزا دینے کا حکم ہے. صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ یہ آیات ایک ایسے یہودی کے بارے میں نازل ہوئی تھیں جس نے زنا کر لیا تھا اور یہودی اس کا فیصلہ اس خیال سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لائے تھے کہ اگر آپ نے رجم کے علاوہ کوئی اور فیصلہ کیا تو اس کو مان لیں گے اور اگر رجم کا فیصلہ کیا تو اس سے انکار کر دیں گے. آیات مذکورہ میں اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا سے یہی مراد ہے. پھر آپ نے رجم کا فیصلہ فرمایا اور ان پر یہ بھی ثابت کر دیا کہ خود تورات میں بھی رجم ہی کا حکم مذکور ہے. اس موقع پر علمائے یہود نے یہ اعتراف بھی کیا کہ تورات میں زنا کی اصل سزا رجم ہی تھی؛ پھر جب یہودی شرفاء میں زنا کا رواج عام ہوا تو ہم نے شرفا کو اس سزا سے مستثنیٰ کرنا شروع کر دیا. بعد میں اس تفریق کو ختم کرنے کے لیے ہم نے رجم کی سزا کو بالکل ہی موقوف کر دیا اور اس کی جگہ منہ کالا کرنے

اور کوڑے مارنے کی سزا مقرر کردی — (دیکھیے مسلم: الصحیح الحدود ۲: ۷۰ مطبوعہ کراچی، و ابن کثیر، تفسیر ۲: ۵۷ تا ۷۰، مطبعۃ مصطفیٰ محمد، مصر ۱۳۵۶ھ)۔

لہٰذا صاف بات یہ ہے کہ رجم کا ثبوت ان احادیث سے ہوا ہے جو معنیً متواتر ہیں اور قرآن مجید میں اس حکم کا مذکور نہ ہونا اس کے عدم ثبوت کی دلیل نہیں۔ جس طرح نمازوں کے اوقات اور ان کی رکعات کی تعداد قرآن مجید میں موجود نہیں لیکن متواتر احادیث اور مسلسل تعامل کی وجہ سے ان کا ثبوت ناقابلِ انکار ہے، اسی طرح رجم کا ثبوت بھی متواتر احادیث اور اجماعی تعامل کی بنا پر ہوا ہے اور اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں:

"مجھے ڈر ہے کہ لوگوں پر زمانہ دراز گزر جائے تو کوئی کہنے والا یہ نہ کہنے لگے کہ ہم رجم کا حکم اللہ کی کتاب میں نہیں پاتے پھر کہیں وہ ایسے فریضہ کو چھوڑ کر گمراہ نہ ہو جائیں جو اللہ نے نازل کیا تھا۔ خوب سمجھ لو کہ رجم کا حکم اس شخص کے لیے مقرر ہے جو محصن ہونے کی حالت میں زنا کرے جب کہ اس پر دو گواہ ثابت ہو جائیں یا حمل ثابت ہو جائے یا ملزم خود اعتراف کرے۔

(البخاری، الصحیح ۲: ۱۰۰۷ اصح المطابع دہلی ۱۳۵۷ھ)

حضرت علیؓ سے بھی مروی ہے کہ انہوں نے ایک عورت کو رجم کرنے کے بعد فرمایا: "میں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے مطابق رجم کیا۔" (البخاری، الصحیح ۲: ۱۰۰۶ باب رجم المحصن)

جن صحابہ کرامؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زانی محصن کو رجم کرنے کا حکم یا عمل روایت کیا ہے ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

حضرت عمرؓ بن الخطاب، حضرت علیؓ بن ابی طالب، عبداللہؓ بن ابی اوفیٰؓ، جابرؓ بن عبداللہ، ابوہریرہؓ، عائشہؓ، عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن عباسؓ، زید بن خالدؓ۔ ان سب کی روایات البخاری، الصحیح ۲: ۱۰۰۶ تا ۱۰۱۱ میں موجود ہیں) عبادہؓ بن صامت، سلمہؓ بن المحبق، ابوبرزہؓ، ہزالؓ، جابرؓ بن سمرہ، لجلاجؓ، ابوبرصدیؓ، بریدہؓ، ابوذر غفاریؓ، نصرؓ بن دہر اسلمی، عمران بن حصین، ابوبکرہؓ، ابوسعید خدریؓ، نعمانؓ بن بشیر، براءؓ بن عازب (ان کی روایات مسند احمد میں مروی ہیں، دیکھیے الفتح الربانی ۱۶: ۸۱ تا ۱۰۵ مصر ۱۳۷۱ھ) ابیؓ بن کعب، زیدؓ بن ثابت، عبداللہؓ بن مسعود (البیہقی: السنن الکبریٰ ۸: ۲۱۱ و ۲۱۳ دائرۃ المعارف دکن ۱۳۵۴ھ) قبیصہؓ بن حریث، الحرثؓ بن مالک، عجماءؓ، سہلؓ بن سعد، عبداللہؓ بن الحارث بن الجزء (الہیثمی: مجمع الزوائد ۶: ۲۶۴ و ۲۶۵ و ۲۶۸، ۲۷۱، دارالکتاب بیروت ۱۹۶۷ء) وائلؓ بن حجر (محمد بن محمد: جمع الفوائد ۱: ۲۵۲، المدینۃ المنورہ ۱۳۸۱ھ) عثمانؓ بن عفان، ابوامامہؓ بن سہل بن حنیف (مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۰۱، اصح المطابع کراچی) رضی اللہ عنہم اجمعین۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں شادی شدہ زنا کرنے والوں پر رجم کی سزا نافذ کرنے کے متعدد واقعات پیش آئے جن میں زیادہ مشہور واقعات چار ہیں:

۱۔ حضرت ماعزؓ ابن مالک اسلمی کا،
۲۔ بنو غامد کی ایک عورت کا،
۳۔ ایک اعرابی کی بیوی کا جس کے رجم کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انیس اسلمی کو بھیجا تھا۔ اور
۴۔ دو یہودیوں کا جس کا ذکر اوپر آچکا ہے۔

یہ تمام واقعات صحیح بخاری میں موجود ہیں۔ پہلے تینوں واقعات میں مجرموں نے خود زنا کا واضح اعتراف کیا تھا۔ گواہوں کے ذریعے رجم کا کوئی واقعہ عہدِ رسالت میں مسلمانوں کے درمیان پیش نہیں آیا۔ البتہ یہودیوں کا رجم گواہوں کی بنا پر ہوا تھا۔ (ابوداؤد، السنن ۲: ۲۶۱۲، اصح المطابع، کراچی)

قرآن مجید کی آیت اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ (۲۴ (النور): ۲) "یعنی زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والے مرد میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ) میں جو حکم مذکور ہے، وہ مذکورہ احادیث متواترہ کی بنا پر باجماع صرف غیر شادی شدہ زانی کا حکم ہے اور یہ خیال درست نہیں ہے کہ رجم کے واقعات اس آیت کے نزول سے پہلے کے ہیں اور اس آیت نے رجم کے حکم کو منسوخ کرکے ہر قسم کے زانی کے لیے کوڑوں کی سزا مقرر کردی ہے، اس لیے کہ مضبوط دلائل سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کے نزول کے بعد رجم پر عمل فرمایا ہے۔ یہ آیت سورۃ النور کی ہے جو واقعۂ افک (۴ھ یا ۵ھ یا ۶ھ) میں نازل ہوئی تھی۔ لہٰذا اس کا نزول زیادہ سے زیادہ ۶ھ میں ہوا ہے (ابن حجر، فتح الباری ۱۲: ۱۰۰، مصر ۱۳۴۸ھ) اور رجم کے تقریباً تمام واقعات ۶ھ کے بعد کے ہیں۔ اس لیے کہ متعدد ایسے صحابہؓ نے رجم کے واقعات کا مشاہدہ کیا ہے جو ۶ھ کے بعد اسلام لائے تھے مثلاً حضرت ابوہریرہؓ۔ صحیح بخاری میں تصریح ہے کہ عسیف والے واقعہ میں وہ خود موجود تھے۔ چنانچہ اس واقعہ کو

بیان کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں: وَحُمْتًا عِنْدَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (البخاری: الصحیح، باب الاعتراف بالزنا ۲: ۱۰۰۸، اصح المطابع، دہلی، ۱۳۵۷ھ) حالانکہ حضرت ابوہریرہؓ خیبر کے موقعہ پر (۷ھ میں) اسلام لائے ہیں۔ اسی طرح البزارؒ اور الطبرانیؒ کی روایت کے مطابق حضرت عبداللہ بن الحارث بن جزء یہودیوں کے رجم میں شریک تھے۔ فرماتے ہیں: فَكُنْتُ فِي مَنْ رَجَمَهُمَا (الہیثمی: مجمع الزوائد، ۶: ۲۷۱، دارالکتاب بیروت ۱۹۶۷ء) اور وہ اپنے والد کے ساتھ فتح مکہ (۸ھ) کے بعد اسلام لائے تھے۔

(دیکھئے فتح الباری، ۱۲: ۱۴۴، باب احکام اهل الذمۃ واحصانھم اذا زنوا، المطبعۃ البہیۃ، مصر ۱۳۴۸ھ)

اور مسند احمد، مسند اور الطبرانی: معجم میں حضرت ابن عباسؓ انہیں یہودیوں کا واقعہ روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

فَكَانَ مِمَّا صَنَعَ اللّٰهُ لِرَسُولِهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِي تَحْقِيقِ الزِّنَا مِنْهُمَا (مجمع الزوائد ۶: ۲۷۱) یعنی اللہ نے اپنے رسولؐ کے لئے زنا کے حکم کی تحقیق ان یہودیوں کے ذریعہ کرائی۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں کا واقعہ رجم کا سب سے پہلا واقعہ تھا، باقی تمام واقعات اس کے بعد ہوئے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رجم کے تمام واقعات فتح مکہ کے بعد ہوئے ہیں۔ یعنی سورۃ النور نازل ہونے کے کم از کم دو سال بعد، لہٰذا اگر سورۃ النور کا حکم ہر قسم کے زانی کے لئے ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے نزول کے بعد کسی کو رجم نہ فرماتے۔ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رجم فرمانا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ سورۃ النور کا حکم صرف غیر محصن زانی کے لئے تھا اور محصن زانی کی شرعی سزا رجم ہی تھی۔ اسی وجہ سے زانی محصن کو رجم کرنے کا حکم مسلمانوں میں اجماعی اور غیر مختلف فیہ رہا ہے۔ علامہ الآلوسی لکھتے ہیں:

"صحابہ کرام، اسلاف، علمائے امت اور ائمہ مسلمین کا اس پر اجماع ہے کہ زانی محصن کو سنگسار کیا جائے گا اور خوارج کا رجم سے انکار کرنا باطل ہے" (روح المعانی ۱۸: ۷۸ و ۷۹، ادارۃ الطباعۃ المنیریہ، مصر)

علامہ کمال الدین ابن الہمام لکھتے ہیں:

"رجم پر صحابہؓ اور پچھلے تمام علمائے اسلام کا اجماع ہے اور خوارج کا رجم کرنے سے انکار کرنا باطل ہے۔ اس لئے کہ اگر وہ اجماع صحابہؓ کی حجیت کا انکار کریں تو یہ جہل مرکب ہے اور اگر وہ خبر واحد کی حجیت سے انکار کرتے ہوئے یہ کہیں رجم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں تو علاوہ اس کے کہ خبر واحد کی حجیت سے انکار دلائل کی رُو سے باطل ہے یہ مسئلہ خبر واحد سے متعلق ہی نہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رجم کا ثبوت معنیً ایسا ہی متواتر ہے جیسے حضرت علیؓ کی شجاعت اور حاتم طائی کی سخاوت۔ رہیں اخبار آحاد سو وہ صرف رجم کی صورتوں اور خصوصیات کی تفصیل سے متعلق ہیں۔ جہاں تک رجم کے اصل حکم کا تعلق ہے اس کے ثبوت میں کوئی شک نہیں اور خوارج بھی عام مسلمانوں کی طرح متواتر معنوی پر عمل کو ضروری قرار دیتے ہیں، لیکن چونکہ وہ صحابہ کرامؓ اور عام مسلمانوں سے ہمیشہ الگ تھلگ رہے اور مسلمان اہل علم اور راویوں سے انہوں نے تعلق نہیں رکھا، اس لئے وہ بہت سی جہالتوں میں مبتلا ہو گئے۔ یہی وجہ ہے کہ جب انہوں نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے سامنے رجم پر یہ اعتراض کیا کہ اس کا ذکر کتاب اللہ میں نہیں ہے تو حضرت عمرؒ نے ان سے کہا کہ پھر رکعات نماز کی تعداد اور زکوٰۃ کی مقداریں کہاں سے ثابت ہوئیں؟ انہوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے عمل سے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا: رجم بھی اسی طرح ثابت ہوا۔" (ابن الہمام، فتح القدیر ۴: ۱۲۱ و ۱۲۲، بولاق ۱۳۱۶ھ)۔

پھر اس بات پر تو تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ رجم کی سزا صرف اس زانی کے لئے ہے جس میں احصان کی شرائط پائی جاتی ہوں، لیکن ان شرائط کی تفصیل میں تھوڑا سا اختلاف ہے:

امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک رجم کے حکم میں محصن اس شخص کو کہیں گے جو مسلمان ہو، آزاد ہو، عاقل و بالغ ہو اور کسی مسلمان، عاقل بالغ اور آزاد عورت کے ساتھ نکاح صحیح کے ذریعے تعلقات زناشوئی قائم کر چکا ہو۔ ان میں سے ایک شرط بھی مفقود ہو گی تو اسے محصن نہیں کہا جائے گا اور اگر وہ زنا کرے تو اس کی سزا رجم کے بجائے سو کوڑے ہوگی۔ (ابن نجیم، البحر الرائق ۵: ۱۱ المطبعۃ العلمیہ، مصر)

امام مالکؒ کے نزدیک بھی احصان کی یہی شرائط ہیں، البتہ ان کے نزدیک ایک شرط اور ہے اور وہ یہ کہ اس نے اپنی منکوحہ سے خلوت صحیحہ کی ہو لہٰذا حیض یا روزے کی حالت میں خلوت سے احصان متحقق نہیں ہوگا۔ (ابن رُشد، بدایۃ المجتہد ۲: ۴۷۰، المطبعۃ الازہریہ، مصر ۱۳۸۹ھ)

امام شافعیؒ کے نزدیک احصان کے لئے نہ مجرم کا مسلمان ہونا شرط ہے اور نہ اس کی منکوحہ کا مسلمان یا آزاد ہونا (الشافعی، کتاب الاُم ۶: ۱۵۴، المطبعۃ الازہریہ، مصر ۱۳۸۱ھ)۔ امام احمدؒ کے نزدیک مسلمان ہونا تو شرط نہیں لیکن اس کی منکوحہ کا

آزاد ہونا ضروری ہے۔

(ابن قدامہ: المغنی ۳: ۴۵۲ و ۴۵۳، المطبعۃ السلفیۃ القاہرہ، ۱۳۸۲ھ)۔

یہ بھی اجماعی مسئلہ ہے کہ ایسے محصن شخص کا صرف وہی زنا رجم کا مستوجب ہے جس میں حلال ہونے کا شبہ نہ ہو، لہٰذا جہاں نکاح کا شبہ بھی پایا جاتا ہو وہاں رجم نہیں ہوگا۔ (ابن رشد: بدایۃ المجتہد ۲: ۴۶۷)

اس پر بھی اتفاق ہے کہ زنا کا ثبوت دو طریقوں سے ہو سکتا ہے، ایک مجرم کے اعتراف و اقرار سے، دوسرے گواہوں سے۔ جہاں تک اعتراف کا تعلق ہے امام ابوحنیفہؒ کے مسلک میں یہ ضروری ہے کہ یہ اقرار چار مرتبہ ہو اور اقرار کرنے والا ہر مرتبہ اپنی جگہ بدل کر اقرار کرے۔ امام احمدؒ کے نزدیک چار مرتبہ ہونا تو ضروری ہے مگر جگہ بدلنا ضروری نہیں۔

(ابن الہمام: فتح القدیر ۴: ۱۱۷)

امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک صرف ایک مرتبہ اعتراف کر لینا بھی کافی ہے (بدایۃ المجتہد ۲: ۴۷۳)۔ گواہوں کے بارے میں اس پر اتفاق ہے کہ کم از کم چار گواہ ہونے ضروری ہیں جنہوں نے اپنی آنکھ سے مجرم کو زنا کرتے ہوئے دیکھا ہو اور صریح الفاظ میں بغیر کسی کنایہ کے اس کی گواہی دی ہو (حوالہ سابق) اس کے بعد ضروری ہے کہ قاضی ان پر جرح کرے اور ان کی عدالت و صداقت کی مکمل تحقیق ہو جانے پر رجم کا حکم دے۔ (فتح القدیر ۴: ۱۱۵ و ۱۱۶)

رجم کا طریقہ یہ ہے کہ مجرم کو کسی کھلی جگہ میں لے جایا جائے جہاں عام لوگ بھی موجود ہوں۔ اگر مجرم عورت ہو تو اس کے لیے گڑھا کھود کر اس میں کھڑا کر دینا مناسب ہے۔ پھر اگر زنا کا ثبوت گواہوں سے ہوا ہے تو پتھر مارنے کی ابتداء گواہ کریں گے اور اگر اعتراف سے ہوا ہے تو ابتداء امام المسلمین کرے گا۔ پھر تمام حاضرین رجم میں حصہ لیں گے یہاں تک کہ مجرم کی موت واقع ہو جائے۔

(فتح القدیر ۴: ۱۲۳ و ۱۲۴)

اسلام کا اصل منشاء یہ معلوم ہوتا ہے کہ رجم کی سزا کم سے کم جاری ہو لیکن جب جاری ہو تو سالہا سال کے لیے سامانِ عبرت بن جائے اور اس کی دہشت جرم کی لذت پر غالب آ جائے۔ چنانچہ اول تو معاشرہ میں عفت و عصمت عام کرنے کے لیے ایسے احکام وضع کیے گئے ہیں جن کی موجودگی میں زنا کا صدور مشکل سے مشکل تر ہو جائے۔ پھر قابلِ رجم زنا کے ثبوت کے لیے شرائط انتہائی سخت رکھی گئی ہیں۔ چار قابلِ اعتماد گواہوں کا بغیر کسی کنایہ کے صریح الفاظ میں چشم دید واقعہ کی گواہی دینا اسی وقت ممکن ہے جب کہ مجرم نے جرم کا ارتکاب کھلم کھلا کیا ہو۔ پھر اگر سزا جاری ہونے سے پہلے ان میں کوئی ایک گواہ بھی رجوع کر لے یا گواہی دیتے وقت ان میں کوئی معمولی اختلاف ہو جائے یا اقرار کی صورت میں مجرم کسی بھی وقت، یہاں تک کہ سزا جاری ہونے کے دوران میں بھی، اپنے اقرار سے منحرف ہو جائے تو سزا ساقط ہو جاتی ہے (فتح القدیر، حوالۂ سابق) اس کے علاوہ دوسرے معمولی معمولی شبہات کی بناء پر سزا کو ساقط کر دیا گیا ہے جس کی تفصیل فقہ کی کتابوں میں موجود ہے — دوسری طرف اگر کسی پر زنا کا الزام لگا کے بعد کوئی شخص قانونی شرائط کے مطابق اسے ثابت نہ کر سکے تو اس کے لیے اسّی کوڑوں کی سخت سزا مقرر کی گئی ہے ان کڑی شرائط کے باوجود اگر کسی شخص سے قابلِ رجم زنا کا صدور ہوتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ معاشرے کا یہ عضو سڑ چکا ہے جسے کاٹے بغیر جسم کی اصلاح ممکن نہیں۔ پھر اس عضو پر رحم کرنا پورے جسم پر ظلم کرنے کے مترادف ہے۔

استاذ عبدالقادر عودہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"بعض لوگ آج زانی محصن کے لیے رجم کی سزا کو بہت زیادہ سمجھتے ہیں؛ لیکن یہ محض ان کے منہ سے نکلی ہوئی بات ہے جس پر خود ان کے دلوں کو یقین نہیں (اگر ان میں سے کسی شخص کو اپنے بہت قریبی حلقوں میں یہ واقعہ پیش آ جائے تو اس کا ردعمل شاید اس سے بھی سخت ہوگا)۔ اسلامی شریعت نے اس مسئلہ میں بھی اپنے دوسرے احکام کی طرح باریک بینی اور انصاف کی روش اختیار کی ہے ..... جو لوگ زانی کو قتل کرنے کے تصور سے گھبرا اٹھتے ہیں اگر وہ واقعات کی دنیا کو دیکھیں تو ان پر حقیقت واضح ہو جائے اور انہیں پتہ چل جائے کہ اسلام نے زانی محصن کو سنگسار کرنے کا حکم دے کر کوئی ایسا اقدام نہیں کیا جس سے انسانی طبیعت مانوس نہ ہو۔ آج کے مروجہ قانون ہی کو دیکھ لیجئے، اگر زنا کے مجرموں میں سے کوئی ایک شادی شدہ ہو تو اس قانون کی رُو سے اس کی سزا صرف قید ہے — اور اگر شادی شدہ نہ ہو تو جب تک جبر و اکراہ نہ ہو کوئی سزا نہیں؛ یہ موجودہ قانون کا فیصلہ ہے لیکن کیا لوگ قانون کے اس فیصلے پر راضی ہو گئے ہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ لوگ نہ اس پر راضی ہوئے ہیں اور نہ کبھی ہو سکتے ہیں۔ اس کے بجائے وہ مروجہ قانون کو توڑتے ہیں اور زانی کو قتل کر کے اس سے انتقام لے کر رہتے ہیں اور بعض مرتبہ یہ انتقامی قتل رجم سے بھی زیادہ شدید طریقوں سے کیے جاتے ہیں۔ سمندر میں ڈبو دینا، آگ میں جلا دینا، عضو کاٹ ڈالنا اور ہڈیاں توڑ دینا اور بعض اوقات یہ سلسلۂ قتل نسلوں تک جاری

شہر شہر سے

ترتیب: مدیر معاون

ملکی صورتحال ہم سے اتحاد و اتفاق کا تقاضہ کرتی ہے

ہمیں دائیں بائیں سے بے نیاز ہو کر جماعتی بنیادوں پر کام کرنا چاہیئے

جماعتی کارکنوں کو مرکزی ناظمِ عمومی مولانا عبید اللہ انور کی تلقین

نظام العلماء پاکستان کے مرکزی ناظم عمومی مولانا عبید اللہ انور نے جماعتی کارکنوں کو تلقین کی ہے کہ وہ اپنی صفوں میں اتحاد و اتفاق پیدا کرنے کے لئے پُرخلوص محنت کریں اور جماعت میں افتراق پیدا کرنے والی کوششوں کی حوصلہ افزائی نہ کریں کیونکہ اس وقت ملک کی صورتحال ہم سے اتحاد و اتفاق کا تقاضہ کرتی ہے۔

ملک بھر میں جماعتی کارکنوں کے نام ایک پیغام میں مولانا انور نے کہا کہ ہم سیاست میں دائیں بازو اور بائیں بازو کے رجحانات کو تسلیم نہیں کرتے اور صراطِ مستقیم پر چلنے کے داعی ہیں۔ اس لئے ہمیں چاہیئے کہ دائیں اور بائیں کی کشمکش سے بے نیاز ہو کر صرف جماعتی بنیادوں پر محنت کریں اور نظام العلماء کے تنظیمی استحکام کی طرف توجہ دیں۔

آپ نے کہا کہ لوگ ہم سے ہماری پالیسی کے بارے میں سوال کرتے ہیں، اس کے جواب میں مختصراً یہی کہا جا سکتا ہے کہ ہم نہ تو کسی کے اقتدار کے لئے بیساکھی بننا پسند کرتے ہیں اور نہ ہی کسی کے اقتدار کے لئے زینہ بننے کو تیار ہیں۔ ہمارا مقصد صرف اور صرف اسلامی نظام کا نفاذ ہے اور ہر وہ قدم اٹھائیں گے جو ہمارے نزدیک اسلامی نظام کے مؤثر نفاذ کے لئے ضروری ہو گا۔

مولانا انور نے علماء کرام، خطباء اور جماعتی کارکنوں پر زور دیا کہ وہ جمعۃ المبارک کے اجتماعات میں اسلامی نظام کی افادیت و اہمیت پر زور دینے کے علاوہ ان رکاوٹوں کی بھی نشاندہی کریں جو اسلامی نظام کے نفاذ کی راہ میں حائل ہیں اور عوام کو یہ بات سمجھائیں کہ اسلامی قوانین پر عملدرآمد نہ ہونے کا سبب یہ نہیں ہے کہ معاذ اللہ اسلام میں کوئی کمزوری ہے! بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ نفاذ کے ذمہ دار اداروں کا نظام اور طریقِ کار اسلامی قوانین کے تقاضوں سے ہم آہنگ نہیں ہے۔

علماء کرام متحد ہو کر کام کریں

مجلس تحفظ حقوق اہلسنت جلالپور پیروالہ کا اجلاس زیر صدارت قاری محمد یعقوب صاحب نقشبندی منعقد ہوا۔ اجلاس میں ڈاکٹر رشید احمد یزدانی، عبدالرحمن جامی النقشبندی۔ مولانا محمد صادق صاحب صدیقی۔ قاری عبدالرحیم صاحب فاروقی و دیگر اراکین نے ایک قرارداد کے ذریعہ نظام العلماء پاکستان کا تنظیمی بحران ختم ہونے پر اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے سرمایۂ اہلسنت فخر الاماثل زبدۃ الافاضل حافظ المحدث حضرت مولانا محمد عبد اللہ صاحب درخواستی [illegible] نبعیت مولانا عبید اللہ [illegible] دیگر مرکزی قائدین کی قیادت پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا گیا ہے۔ قرارداد میں یہ بھی علماء کرام سے اپیل کی گئی کہ آپس میں متحد ہو کر اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے کام کریں۔ تمام اختلافی باتیں بھلا کر محنت اور جانفشانی سے کام کریں۔

مرکزی قائدین پر اعتماد کا اظہار

نظام العلماء شہر وہاڑی کا اجلاس زیر صدارت ڈاکٹر عبدالرشید جامع مسجد ایف بلاک کے دارالمطالعہ میں منعقد ہوا۔ جس میں ایک متفقہ قرارداد کے ذریعے

حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی اور حضرت مولانا عبید اللہ انور کی قیادت پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا گیا اور حضرت درخواستی کے اس بیان کا خیر مقدم کیا گیا کہ نظام العلماء پاکستان دائیں اور بائیں بازو کے سیاسی گروپوں سے علیحدہ رہتے ہوئے صرف اور صرف اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے کام کرے گی۔

طلباء اسلامی نظام کے لئے خود کو تیار کریں

زرگری: جامعۃ العلوم الاسلامیہ المدرسۃ العالیہ زرگری کے سالانہ امتحانات گذشتہ دنوں مولانا مصطفٰے حسن مدنی دارالعلوم حقانیہ، مولانا احمد گل اور مولانا [illegible] ... انان کوہاٹ کی زیر نگرانی منعقد ہوئے۔ سالانہ امتحان کے فوراً بعد نتائج کا اعلان کیا گیا جس میں درجہ علیا میں چالیس وسطیٰ میں تیس طلبہ پاس ہو گئے۔ اس موقع پر طلبہ میں قیمتی انعامات تقسیم کیے گئے۔ ہر ایک طالب علم کو ایک صد روپیہ اور ایک ایک جوڑا کپڑا دیا گیا۔ جامع مسجد میں تقسیم انعامات کا جلسہ حاجی شیر اصغر کی زیر صدارت منعقد ہوا جس سے نائب مہتمم مولانا سید انور اور ناظم تعلیمات مولانا سید نصیب علی شاہ نے خطاب کیا۔ اس موقع پر مولانا سید نصیب علی شاہ نے اپنے خطاب میں کہا کہ طلبہ کو چاہیئے کہ وہ بیدار ہو کر نہایت مستعدی کے ساتھ باطل قوتوں کا مقابلہ کریں۔ طلبہ کو چاہیئے کہ وہ اسلامی انقلاب کے لئے تربیتی کورسوں میں زیادہ سے زیادہ دلچسپی لیں۔ انہوں نے طلبہ پر زور دیا کہ وہ اپنے عظیم اسلاف کے کارناموں کا مطالعہ کریں اور خود کو ایثار اور کردار کے اسی سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کریں۔

مولانا امیر الزمان خان پر قاتلانہ حملہ کی تحقیقات کرائی جائے

آزاد کشمیر کے اجتماع میں علماء کرام کا مطالبہ

تحصیل باغ آزاد کشمیر کی جامع مسجد میں آزاد کشمیر کے سینکڑوں علماء کرام کا ایک اجلاس مولانا قاضی عبد الرؤف کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں مولانا مفتی عبد المتین، مولانا قاضی عبد الحی چن پیر، مولانا قاری محمد اوزر اور دیگر علماء کرام نے خطاب کیا۔ اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعہ جمعیۃ علماء آزاد کشمیر کے جنرل سیکرٹری مولانا امیر الزمان خان پر گذشتہ سال دھیر کوٹ میں ہونے والے قاتلانہ حملے کے سلسلہ میں حکومت آزاد کشمیر کی سرد مہری پر افسوس کا اظہار کیا گیا

- - - - - - - - - - - - - -

- - - - - - - - - - - - - -

- - - - - - - - - جس کی وجہ سے ان واقعات کے مرتکب حضرات کی حوصلہ افزائی ہوئی ہے۔ قرارداد میں کہا گیا ہے کہ مولانا امیر الزمان خان کی دونوں آنکھیں اس حملہ میں متاثر ہوئی ہیں اور وہ ابھی تک کراچی میں زیر علاج ہیں۔ قرارداد میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ واقعہ دھیر کوٹ کی ازسرنو تحقیقات کرا کے واقعہ کے اصل ذمہ دار مجرموں کو قرار واقعی سزا دی جائے۔

ڈسٹرکٹ خطیب کی تقرری پر احتجاج

بہاولنگر کے متعدد علماء اور عوامی نمائندوں نے محکمۂ اوقاف کی طرف سے نئے ڈسٹرکٹ خطیب کے تقرر پر احتجاج کیا ہے اور ایک مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ محکمہ نے فرقہ وارانہ جانبداری سے کام لیتے ہوئے سابقہ روایات سے ہٹ کر نئے ڈسٹرکٹ خطیب کا تقرر کیا ہے۔ بیان میں محکمۂ اوقاف سے اس فیصلہ پر نظر ثانی کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔

عیسائی جوڑے کا قبول اسلام

نظام العلماء نواب شاہ کے راہنما اور مکی مسجد لائن پار کے خطیب مولانا قائم الدین کے ہاتھ پر گذشتہ روز بشیر مسیح اور مختار بی بی نامی عیسائی جوڑے نے اسلام قبول کیا۔ ان کا اسلامی نام بشیر احمد اور مریم بی بی رکھا گیا۔ اس موقع پر حاضرین مجلس نے مسرت کا اظہار کیا اور نومسلموں کی استقامت کے لئے دعا کی۔

مولانا عبد المجید ندیم کا غیر ملکی دورہ

مجلس تحفظ حقوق اہلسنت والجماعت پاکستان کے سیکرٹری جنرل اور معروف خطیب مولانا عبد المجید ندیم چار ماہ کے بیرونی دورہ پر کراچی سے افریقہ روانہ ہو گئے ہیں۔ آپ اس دوران افریقہ کے مختلف ممالک کے علاوہ ماریشس، ناروے، ڈنمارک، لندن اور سویڈن میں تبلیغی اجتماعات سے خطاب کریں گے اور واپسی پر حج بیت اللہ شریف کی سعادت حاصل کرتے ہوئے وطن واپس لوٹیں گے۔ انہوں نے دورہ کی کامیابی کیلئے احباب سے دعا کی اپیل کی ہے۔

طلبہ کی سرگرمیاں — ظہیر میر

ہم فلسفہ شاہ ولی اللہ کی روشنی میں اسلامی انقلاب چاہتے ہیں

جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان کو علماء حق کی قیادت پر فخر ہے، ندیم اقبال اعوان

جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان رضائے الٰہی کے حصول کے لیے علماء حق کی قیادت میں کام کر رہی ہے۔ ہم اس ملک میں فلسفہ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی روشنی میں اسلام کا عادلانہ نفاذ چاہتے ہیں۔ ان خیالات کا اظہار جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان کے مرکزی صدر جناب ندیم اقبال اعوان نے گذشتہ دنوں جھنگ میں منعقدہ ایک عظیم الشان جلسہ عام میں خطاب کرتے ہوئے کہا۔ جناب ندیم صاحب نے کہا کہ "اسلام" انسانی زندگی کے تمام مسائل کا حل پیش کرتا ہے، لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم آج کے نوجوان کو اسلامی نظام کے خدوخال سے مکمل طور پر آگاہ کر سکیں۔ انہوں نے کہا کہ پوری دنیا میں عیسائی اور یہودی مشنری جس تیزی سے اپنے پروگرام کو آگے بڑھانے کے لئے کام کر رہی ہے ضرورت ہے کہ ہم بھی اپنے طرزِ عمل پر نظرِ ثانی کریں۔ حالات کا تجزیہ کریں اور اسلام کے پروگرام کو جامعیت کے ساتھ لوگوں کے سامنے پیش کریں۔ انہوں نے جمعیۃ طلبہ اسلام کے تمام کارکنوں کو ہدایت کی کہ وہ اپنی صفوں میں مکمل طور پر اتفاق و اتحاد پیدا کریں۔ انہوں نے کہا کہ دشمن کی نظریں ہم پر لگی ہوئی ہیں۔ وہ مسلسل اس کوشش میں ہے کہ علمائے حق کی جماعت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے تاکہ اسلامی نظام کو نافذ ہونے سے روکا جا سکے۔

انہوں نے کہا کہ پاکستان اور پورے عالم اسلام کو اس وقت کمیونزم اور سوشلزم کے خلاف ایک منظم اور بھرپور مہم چلانی چاہیئے۔ انہوں نے نوجوانوں سے اپیل کی کہ آپ اسلام کا صحیح مطالعہ کریں، اور لادینیت کا مقابلہ کرنے کے لیے اپنے اندر صلاحیت اور اہلیت پیدا کریں۔ انہوں نے کہا کہ ہم یہ بات دعویٰ سے کہہ سکتے ہیں کہ جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان نے آج کے نوجوان کا ذہن بدلنے کے لئے خاطر خواہ حد تک کامیابی حاصل کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں علماء حق کی قیادت میں ہی اسلامی نظام کو نافذ کروانا ہے۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ اسلام کے صحیح نفاذ کے لئے علماء حق کو اعتماد میں لیا جائے اور انہیں ہر شعبے میں نمائندگی دی جائے۔

مردان

گذشتہ روز جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان ضلع مردان کی مجلس عاملہ کا ایک اجلاس جناب محمد نعیم صدر جمعیۃ طلبہ اسلام ضلع مردان کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ اجلاس میں تنظیمی امور کا جائزہ لیا گیا۔ اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ ۲۷-۲۸ ستمبر کو مردان میں جمعیۃ طلبہ اسلام ضلع مردان کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان کنونشن منعقد کیا جائے گا۔ اس کنونشن میں حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی امیر نظام العلماء پاکستان، حضرت مولانا عبید اللہ انور، مولانا فضل الرحمٰن، حضرت مولانا زاہد الراشدی، ایڈیٹر ہفت روزہ ترجمان اسلام، جناب ندیم اقبال اعوان صدر جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان، ظہیر میر ناظم عمومی جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان اور دیگر طالب علم رہنما خطاب فرمائیں گے۔ جمعیۃ طلبہ اسلام ضلع مردان کے صدر جناب محمد نعیم نے تمام متعلقہ یونٹوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ ابھی سے کنونشن کے لئے تیاری کریں تاکہ کنونشن کو صحیح طریقے سے کامیاب بنایا جا سکے۔

جمعیۃ طلبہ اسلام ضلع پشین کے صدر جناب محمد طاہر شہید ہو گئے

انا للہ وانا الیہ راجعون

جمعیۃ طلبہ اسلام بلوچستان ضلع پشین کے صدر جناب محمد طاہر گذشتہ رات قندھار کے قریب بین بولاک میل کے مقام پر افغان مجاہدین کے ساتھ لڑتے ہوئے اپنے نو ساتھیوں سمیت شہید ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ محمد طاہر شہید اور ان کے رفقاء کی شہادت کی خبر پورے بلوچستان میں نہایت غم اور دکھ سے سنی گئی۔ جمعیۃ طلبہ اسلام ضلع کوئٹہ کے سابق صدر محمد نعیم ترین۔ محمد عباس ضلع پشین کے عبدالعلی اور شمس اللہ نے جناب محمد طاہر شہید کی اچانک شہادت پر رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔ دریں اثناء جمعیۃ طلبہ اسلام ضلع کوئٹہ کے زیر اہتمام ایک تعزیتی اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس سے جمعیۃ طلبہ اسلام ضلع کوئٹہ کے صد

جناب نجم الدین اور سکریٹری اطلاعات جناب عبید اللہ فاروقی نے خطاب کرتے ہوئے شہداء کو خراجِ عقیدت پیش کیا اور مرحوم کے لواحقین سے اظہارِ ہمدردی کیا۔

پشاور

پشاور: گزشتہ روز جمعیۃ طلبہ اسلام پشاور شہر کے ارکان کا ایک اجلاس زیرِ صدارت جناب نجم خان صدر جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان صوبہ سرحد منعقد ہوا۔ اجلاس میں جمعیۃ طلبہ اسلام ضلع پشاور کے کنوینر جناب گل شاہ حنیف سالک نے بھی شرکت کی۔ پشاور شہر کی تنظیم میں کچھ ہنگامی تبدیلیاں لائی گئیں تاکہ کام کو مزید مؤثر اور تیز کیا جا سکے۔ اب جمعیۃ طلبہ اسلام پشاور شہر کی تنظیم کے عہدیداران درج ذیل ہوں گے۔

صدر — نور احمد علی شاہ
نائب صدر — نصیر الدین سرحدی
ناظم عمومی — عمر خطاب شریف خانوی
ناظم — محمد ریحان
" مالیات — ملتان خان محمند
" اطلاعات — غلام حسین احمد۔

ان کے علاوہ مختلف جگہوں کے لئے کنوینرز بھی نامزد کئے گئے جن کی تفصیل یوں ہے:

کنوینر دار العلوم سرحد: جناب بہادر خان
" " رشیدیہ: محمد ریحان
" جامع مسجد مدنی دار القرآن مکمنڈی: قاضی محمد
کنوینر گورنمنٹ کالج پشاور: قاری رحیم شاہ
کنوینر سپیریر سائنس کالج: محمد ایاز
کنوینر پولی ٹیکنیکل کالج پشاور: محمد اقبال

نیز جمعیۃ طلبہ اسلام پشاور شہر کی مجلس عمومی کا پہلا باقاعدہ اجلاس ۲۲ جون کو منعقد ہوا۔ اس اجلاس کی صدارت گل شاہ حنیف کنوینر جمعیۃ طلبہ اسلام ضلع پشاور نے کی۔ اجلاس میں پشاور شہر کی تنظیم کو مزید مؤثر اور فعال بنانے کے لئے لائحہ عمل تیار کیا گیا۔

دعائے صحت کی اپیل

صوبہ سندھ کے مشہور عالم دین جناب حضرت عبد المجید صاحب بنجاری گزشتہ دنوں سے خاصے بیمار ہیں۔ تمام جماعتی احباب اور دیگر حضرات سے گذارش ہے کہ ان کی صحت یابی کے لئے دعا کریں۔ نیز جمعیۃ طلبہ اسلام ضلع سکھر کے نائب صدر جناب ذبیح اللہ اسوقت رحیم یار خان میں دورۂ تفسیر پڑھ رہے ہیں۔ اس لئے اب ان سے درج ذیل پتہ پر رابطہ کیا جائے:

ذبیح اللہ سندھی
جامعہ اسلامیہ بدر العلوم حماریہ
رحیم یار خان

حلقہ مانیری پایاں ضلع مردان

گزشتہ روز جمعیۃ طلبہ اسلام حلقہ مانیری پایاں ضلع مردان کے سکول اور کالجز کے طلبہ کا ایک اجلاس زیرِ صدارت جناب نجم خانصاحب صدر جمعیۃ طلبہ اسلام صوبہ سرحد منعقد ہوا۔ اجلاس میں درج ذیل عہدیداران منتخب کئے گئے:

صدر — نور الوہاب
نائب صدر — میر افسر خان
ناظم عمومی — منتظم شاہ باچہ
ناظم — عبد الستار خان
" دوم — محمد سرور
" اطلاعات — عبد السلیم
" مالیات — جناب عبد اللہ

اجلاس سے جناب نجم خانصاحب صدر جمعیۃ طلبہ اسلام صوبہ سرحد کے علاوہ جناب محمد نعیم صدر جمعیۃ طلبہ ضلع مردان اور مزمل شاہ صاحب نائب صدر جمعیۃ طلبہ اسلام ضلع مردان نے بھی خطاب کیا۔

ساہیوال

گزشتہ جمعیۃ طلبہ اسلام صوبہ پنجاب کے صدر جناب عبد الخالق ندیم نے ساہیوال کا دورہ کیا۔ انہوں نے جامع مسجد نور میں ضلع مجلس عمومی کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے موجودہ نظام تعلیم کو غیر اسلامی قرار دیا اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے ضروری ہے کہ ملک کی یونیورسٹیوں اور کالجوں میں مکمل اسلامی نظام تعلیم نافذ کیا جائے۔ اجلاس سے جناب خالد محمود ٹیپو اور محمد افضل نے بھی خطاب کیا۔

شمولیت (قلات)

گزشتہ روز درج ذیل طلبہ نے جمعیۃ طلبہ اسلام کے پروگرام سے متاثر ہو کر باقاعدہ طور پر جمعیۃ طلبہ اسلام پاکستان میں شمولیت اختیار کر لی ہے۔ ان طلباء نے حضرت درخواستی دامت برکاتہم اور مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم کی قیادت پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا ہے۔ شمولیت اختیار کرنے والوں کے نام درج ذیل ہیں:

۱۔ فاروق رحیم
گورنمنٹ ہائی سکول قلات
۲۔ محمد قاسم
گورنمنٹ دوادہ ہائی سکول قلات
۳۔ بشیر احمد
گورنمنٹ انٹر کالج قلات
۴۔ ناصر احمد
گورنمنٹ دوادہ ہائی سکول قلات
۵۔ مختار احمد، گورنمنٹ دوادہ ہائی سکول قلات امیدوار جوائنٹ سیکرٹری بی ایس او قلات زون
۶۔ جمیل احمد، گورنمنٹ ہائی سکول قلات امیدوار بی۔ ایس۔ ایف قلات